فقہ الحدیث

حافظ زبیر علی زئی

عقیدۂ تقدیر برحق ہے/ مردہ بچے کی نمازِ جنازہ

اضواء المصابیح

[۸۲] وعن ابن مسعود قال :حدثنا رسول الله ﷺ وهو الصادق المصدوق :((إنّ خلق أحدكم يجمع في بطن أمه أربعين يومًا نطفةً ، ثم يكون علقةً مثل ذالك ، ثم يكون مضغةً مثل ذلك ، ثم يبعث الله إليه ملكًا بأربع كلماتٍ :فيكتب عمله وأجله ورزقه وشقي أو سعيد ، ثم ينفخ فيه الروح ، فوالذي لا إله غيره !إنّ أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع ، فيسبق عليه الكتاب ، فيعمل بعمل أهل النار فيدخلها. وإنّ أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع ، فيسبق عليه الكتاب ، فيعمل بعمل أهل الجنة فيد خلها)) متفق عليه

(سیدنا) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حدیث سنائی اور آپ سچے اور تصدیق شدہ ہیں: یقیناً تم میں سے ہر ایک کی تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفے کی حالت میں رہتی ہے۔ پھر اسی طرح (چالیس دن) منجمد خون کا لوتھڑا، پھر اسی طرح (چالیس دن) گوشت کا ٹکڑا بنا ہوا رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس چار باتوں کے ساتھ ایک فرشتہ بھیجتا ہے تو وہ اس کا عمل، موت کا وقت، رزق اور بدقسمت ہوگا یا خوش قسمت لکھ دیتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں ہے! تم میں سے کوئی آدمی جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو کتاب کا لکھا ہوا اس پر غالب آتا ہے اور وہ جہنمیوں کے سے اعمال کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی آدمی جہنمیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف

ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو کتاب کا لکھا ہوا اُس پر غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے اعمال کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:٦٥٩٤ وصحیح مسلم:٢٦٤٣[٦٧٢٣])

فقہ الحدیث:

① عقیدۂ تقدیر برحق ہے۔

② کون خوش قسمت ہے اور کون بدقسمت؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اس نے اپنے علم سے، اسے تقدیر میں لکھ رکھا ہے۔

③ سچی توبہ کرنے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں لہٰذا کسی توبہ کرنے والے شخص کو سابقہ گناہوں اور غلطیوں پر ملامت نہیں کرنا چاہئے۔

④ کفریہ عقائد واعمال انسان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں اور اسلامی عقائد واعمال انسان کو اللہ کے فضل وکرم سے جنت میں داخل کر دیتے ہیں۔

⑤ خاتمہ جن عقائد واعمال پر ہوتا ہے اس کا اعتبار ہے لہٰذا ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعا مانگنی چاہئے۔

⑥ نبی کریم ﷺ ہر بات میں سچے اور امین تھے، چاہے نبوت سے پہلے کی زندگی تھی یا بعد کی، آپ ﷺ کے مخالفین بھی آپ کو سچا اور امین مانتے تھے۔

⑦ جدید طبی تحقیقات نے اس حدیث کی تصدیق کر دی ہے جس سے اہلِ ایمان کا ایمان اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ **والحمد لله علىٰ كل حال**

⑧ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چار ماہ کے بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ اگر پانچ ماہ یا زیادہ مدت والا بچہ مُردہ پیدا ہو جائے یا پیدا ہوتے ہی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**والسقط يصلّٰى عليه ويدعى لوالديه بالمغفرة والرحمة**)) اور سِقط (ناتمام بچہ جو اپنی میعاد سے پہلے گر جائے) کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے لئے مغفرت ورحمت کی دعا کی جائے گی۔

(سنن ابی داود: ٣١٨٠ وسندہ صحیح، سنن الترمذی: ١٠٣١، وقال: ''حسن صحیح'' وصححہ ابن حبان: ٧٦٩ والحاکم علیٰ شرط البخاری

۱/۳۶۳ ووافقہ الذہبی)

اس حدیث کے راوی سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سِقط کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۱۷ ح ۱۱۵۸۹ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نا تمام مردہ بچے کی نماز جنازہ پڑھی، نافع نے کہا کہ مجھے پتا نہیں کہ وہ زندہ پیدا ہوا تھا (اور پھر مر گیا) یا پیدا ہی مردہ ہوا تھا۔ (ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۱۷ ح ۱۱۵۸۴، وسندہ صحیح)

مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر اس کی تخلیق پوری ہو جائے تو اس کا نام رکھا جائے گا اور اس کی نمازِ جنازہ اسی طرح پڑھی جائے گی جس طرح بڑے آدمی کی پڑھی جاتی ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۱۷ ح ۱۱۵۸۸، وسندہ صحیح)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اپنی اولاد میں سے کسی کو بھی نمازِ جنازہ پڑھے بغیر نہیں چھوڑیں گے۔ (ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۱۷ ح ۱۱۵۹۰، وسندہ صحیح)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''**والعمل علیه عند بعض أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ وغیرهم ، قالوا : یصلّٰی علی الطفل وإن لم یستهل بعد أن یعلم أنه خُلِق وهو قول أحمد و إسحاق** ''صحابۂ کرام وغیرہم میں سے بعض کا اسی پر عمل ہے، انھوں نے کہا: بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ وہ پیدا ہوتے وقت آواز نہ نکالے، یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ اس کی تخلیق (مکمل) ہو چکی ہے اور احمد (بن حنبل) اور اسحاق (بن راہویہ) کا یہی قول ہے۔ (سنن الترمذی: ۱۰۳۱)

جو علماء مردہ بچے کی نمازِ جنازہ کے قائل نہیں ہیں، ان کا قول نبی کریم ﷺ کی حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے متروک و نا قابلِ حجت ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے پر نمازِ جنازہ میں درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

'' **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا** '' اے اللہ! اسے امیرِ سامان، آگے چلنے والا اور ذخیرہ بنا دے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/ ۱۰، وسندہ حسن)

[٨٣] وعن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ :((إنّ العبد ليعمل عمل أهل النار وإنه من أهل الجنة ، ويعمل عمل أهل الجنة وإنه من أهل النار، وإنما الأعمال بالخواتيم)). متفق عليه

(سیدنا) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بندوں میں سے) ایک بندہ جہنمیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے۔ ایک بندہ جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور اعمال کا اعتبار خاتمے پر ہے۔

(صحیح بخاری:٦٦٠٧ وصحیح مسلم:١١٢/١٧٩[٣٠٦])

فقہ الحدیث:

① جس کا خاتمہ بالخیر ہوگا وہی کامیاب اور اللہ کے فضل وکرم سے جنت کا حقدار ہے۔

② کفر وشرک سے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

③ اعمال کا اعتبار خاتمے پر ہے، والے الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں بلکہ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

④ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر وقت نیک اعمال اور صحیح عقیدے والا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں ہے کہ کب موت کا فرشتہ آجائے اور دنیا سے روانگی ہو جائے۔

⑤ تقدیر کا سہارا لے کر گناہ کا ارتکاب کرنا، عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے۔

⑥ اللہ سے ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا مانگنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ وہ اپنے فضل وکرم سے دعا مانگنے والے کی تقدیر کو بدل سکتا ہے۔

⑦ اپنی نیکیوں پر کبھی فخر نہیں کرنا چاہئے۔

⑧ مومن کی پوری زندگی خوف اور امید کے درمیان ہوتی ہے۔

[٨٤] وعن عائشة رضي الله عنها، قالت:دعي رسول الله ﷺ إلى جنازة صبي من الأنصار فقلت :يا رسول الله !طوبى لهذا ، عصفور من عصافير

الجنة ، لم يعمل السوء ولم يدركه . فقال :((أو غير ذلك يا عائشة !إنّ الله خلق للجنة أهلاً، خلقهم لها وهم في أصلاب آبائهم وخلق للنار أهلاً خلقهم لها وهم في أصلاب آبائهم)). رواه مسلم

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری بچے کی (نمازِ) جنازہ (پڑھانے) کی دعوت دی گئی تو میں نے کہا: یارسول اللہ! اس بچے کے لئے خوش خبری ہو، یہ جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، اس نے کوئی بُرائی نہیں کی اور نہ بُرائی کو پایا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: یا اس کے سوا ہے اے عائشہ! اللہ نے جنت کے لئے جنتیوں کو اس حالت میں پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے آباء واجداد کی پیٹھوں میں تھے اور اللہ نے دوزخ کے لئے دوزخیوں کو اس حالت میں پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے آباء واجداد کی پیٹھوں میں تھے۔

(صحیح مسلم: ۲۶۶۲/۳۱ [٦٧٦٨])

فقہ الحدیث:

① کسی آدمی کے بارے میں قطعی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ جنتی ہے یا جہنمی؟ اِلا یہ کہ جو قرآن وحدیث کی رُو سے واضح ہو۔

② مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچوں کے بارے میں علمائے کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ راجح یہی ہے کہ یہ بچے اپنے جنتی والدین کے ساتھ جنتی ہیں۔ رہے کفار کے بچے تو راجح قول میں ان کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور کفار کے مردہ بچوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھنی چاہئے۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مومنوں کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ اپنے والدین کے ساتھ ہیں۔ انھوں نے پوچھا: بغیر عمل کے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ جانتا ہے جو وہ اعمال کرنے والے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: مشرکین کی اولاد؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ اپنے والدین کے ساتھ ہے۔ انھوں نے پوچھا: بغیر عمل کے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ جانتا ہے جو وہ اعمال کرنے والے تھے۔

(سنن ابی داود: ۴۷۱۲، وسندہ صحیح)

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

اہلِ بدعت کا ذبیحہ

سوال: ''اہل کتاب کے علاوہ مشرکین کا ذبیحہ حرام ہے؟ پاکستان کے قصابوں کے ذبیحہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ جبکہ اکثریت قصابوں کی بے دین ہے۔

ان آثار کی سند کیسی ہے۔؟

ا: سعید بن منصور نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں:

سوائے مسلمانوں اور اہلِ کتاب کے کسی اور کا ذبیحہ مت کھاؤ۔ (کشاف القناع ۲۰۵/۶)

۲: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک مسلمان آدمی ذبیحہ کرتے وقت بسم اللہ بھول جائے تو؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ''وہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔''

سوال ہوا: ''اگر مجوسی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے تو؟'' انھوں نے فرمایا کہ ''وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔'' (المستدرک للحاکم ۲۳۳/۴ ح ۷۵۷۲)

۳: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسے علاقے میں آ گئے ہو جہاں مسلمان قصاب نہیں ہیں بلکہ نبطی یا مجوسی ہیں لہٰذا جب گوشت خریدو تو معلوم کیا کرو، اگر وہ یہودی یا نصرانی کا ذبح کیا ہوا ہو تو کھاؤ، ان کا ذبیحہ اور کھانا تمھارے لئے حلال ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ۴۸۷/۴ ح ۸۵۷۸)

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یا تابعین میں سے کوئی بھی مشرکین کے ذبیحے کے جواز کا قائل ہے؟ براہِ مہربانی اس مسئلے کی تفصیلاً راہنمائی فرمائیں۔

اہلِ کتاب کے علاوہ مشرکین کے ذبیحے کو حرام قرار دینے والوں کے دلائل درج ذیل ہیں:

ا: ذبیحہ کرنا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ مشرک کی عبادت قبول نہیں کرتا۔

۲: اہلِ کتاب کے علاوہ مشرکین کے ذبیحے کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔ (یہ) امام احمد

اور ابن تیمیہ نے کہا ہے۔

۳: قرآن مجید میں اہلِ کتاب کے ذبیحہ کو جائز قرار دیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ باقیوں کا حرام ہے۔ (سید عبدالسلام زیدی، عبدالحکیم ضلع خانیوال)

الجواب: الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ﴾ جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا جائے تو اس میں سے کھاؤ۔ (الانعام:۱۱۸)

اس آیتِ کریمہ اور دیگر دلائل کی رُو سے اس پر اتفاق ہے کہ صحیح العقیدہ مسلمان کا ذبح شدہ حلال جانور حلال ہے بشرطیکہ وہ ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لے اور کوئی شرعی مانع (رکاوٹ) نہ ہو۔ دیکھئے موسوعۃ الاجماع فی الفقہ الاسلامی (۴۴۸/۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہاں ایسے لوگ ہیں جو شرک سے تازہ تازہ مسلمان ہوئے ہیں، وہ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((سموا الله عليه و كلوا)) اس پر اللہ کا نام لے لو اور کھاؤ۔

(صحیح بخاری: ۲۰۵۷، ۷۳۹۸)

اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ اسلام کے ذبیحے کو حسنِ ظن کی بنیاد پر کھایا جائے گا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ آدمی ہر قصاب سے پوچھتا پھرے کہ آپ نے اس پر اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں؟

اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ذبح شدہ جانور پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا تو یہ ذبیحہ حرام ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ ﴾ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ اور بے شک یہ فسق ہے۔ (الانعام:۱۲۱)

اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اگر حلال جانور پر اللہ (خدا) کا نام لے کر ذبح کریں تو یہ جانور حلال ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ ﴾ اور اہلِ کتاب کا کھانا تمھارے لئے حلال ہے۔ (المآئدۃ:۵)

اس آیت کی تشریح میں اہلِ سنت کے مشہور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
اور اہلِ کتاب، یہود ونصاریٰ کے ذبیحے تمھارے لئے حلال ہیں۔ (تفسیر طبری ۶۴/۶)
امام ابن شہاب الزہری نے عرب کے نصاریٰ کے بارے میں فرمایا کہ ان کے ذبیحے کھائے جاتے ہیں کیونکہ وہ اہلِ کتاب میں سے ہیں اور اللہ کا نام لیتے ہیں۔
تفسیر طبری (۶۵/۶ وسندہ صحیح) نیز دیکھئے صحیح بخاری (قبل ح ۵۵۰۸)
اس پر اجماع ہے کہ ہر یہودی اور ہر نصرانی کا ذبیحہ حلال ہے۔ (بشرطیکہ وہ اللہ کا نام لے) دیکھئے تفسیر ابن جریر طبری (۶۶/۶)
اس پر اجماع ہے کہ اہلِ اسلام، یہود اور نصاریٰ کے علاوہ تمام ادیان مثلاً ہندو، بدھ مذہب اور سکھ وغیرہ کفار ومشرکین کا ذبیحہ حرام ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ مرتد اور زندیق کا ذبیحہ حرام ہے لٰہذا مرزائی، بہائی، نُصیری اور درُوز وغیرہ مرتدین کے ذبائح حرام ہیں۔
کلمہ گو اور اسلام کے دعویداروں کے دو بڑے گروہ ہیں:
اول: اہلِ سنت (صحیح العقیدہ لوگ)
دوم: اہلِ بدعت (بدعقیدہ لوگ)
عقیدے کے لحاظ سے اہلِ سنت کے دو گروہ ہیں:
① صالح اعمال والے
② فاسق وفاجر
اس سلسلے میں ایک بڑا مسئلہ ترکِ صلوٰۃ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تارک الصلوٰۃ کافر ہے اور بعض اسے فاسق وفاجر کہتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں فریقین کے دلائل جمع کر دیئے ہیں۔ محدث البانی رحمہ اللہ اور بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ تارک الصلوٰۃ کافر نہیں ہے۔ محدث عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ''بے نماز کا ذبیحہ مسلمانوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟'' تو انھوں نے جواب دیا: ''بے نماز بے شک کافر ہے خواہ ایک نماز کا تارک ہو یا سب نمازوں کا کیونکہ ((مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ

کَفَرَ)) عام ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر تارکِ صلوٰۃ کافر ہے رہا بے نماز کے ذبیحہ کا حکم سو وہ اہلِ کتاب کے حکم میں ہونے کی وجہ سے درست ہوسکتا ہے خواہ نیک ذبح کرنے والا پاس موجود ہو یا نہ، ہاں نیک ہر طرح سے بہتر ہے اور بے نماز جب کافر ہوا تو اس کا کھانا مثل عیسائی کے کھانے کے سمجھ لینا چاہئے ۔ حتیٰ الوسع اس سے پرہیز رکھے عند الضرورۃ کھالے''

(فتاویٰ اہلِ حدیث ج۲ص۶۰۴)

ہمارے استادِ محترم حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ سے پوچھا گیا: ''بے نماز کے متعلق اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ کافر ہے اگر یہ بات درست ہے تو کیا بے نماز کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟'' تو انھوں نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ﴾ [آج حلال ہوئی تم کو سب پاک چیزیں اور اہلِ کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمھارا کھانا ان کو حلال ہے۔] عام مفسرین نے اس مقام پر طعام کی تفسیر ذبیحہ فرمائی ہے تو جب اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے تو کلمہ پڑھنے والوں کا ذبیحہ بھی حلال ہے خواہ وہ نماز نہ پڑھتے ہوں کیونکہ وہ اہلِ کتاب تو ہیں ہی۔ ہاں اگر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو وہ ذبیحہ حرام ہے خواہ ذبح کرنے والا پکا نمازی ہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ﴾ [اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا اور یہ کھانا گناہ ہے] نیز فرمایا: ﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ﴾ [اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا] ۱۴۱۸/۴/۱ھ'' (احکام و مسائل ج۱ص۴۵۲)

حافظ عبدالمنان حفظہ اللہ سے کسی شخص نے پوچھا: ''بازاری گوشت کیسا ہے حلال یا حرام؟ جیسا کہ پاکستان کے اکثر قصاب نماز اور دین کے بارہ میں بالکل صفر ہیں اور ان کا عقیدہ تو ماشاء اللہ اور بھی نگفتہ بہ ہوتا ہے کیا ان کا ذبیح مشرک کے زمرہ میں آتا ہے؟''

حافظ صاحب نے جواب دیا: ''حلال ہے کیونکہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور معلوم ہے کہ اہلِ کتاب کافر بھی ہیں اور مشرک بھی۔ پاکستان کے قصاب بہر حال اہلِ کتاب سے

اچھے ہی ہیں پھر یہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں مگر ایک شرط ہے کہ بوقت ذبح وہ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھتے ہوں غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کرتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ [اور اس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا] ۲۱/۵/۱۴۱۷ھ" (احکام ومسائل ۱/۴۵۲)

اس مسئلے میں راجح یہی ہے کہ جو شخص مطلقاً ہمیشہ کے لئے تارک الصلوۃ ہے تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے۔

اہلِ بدعت: بدعت کی دو بڑی قسمیں ہیں:

① بدعتِ صغریٰ (غیر مُکَفِّرہ وغیر مُفَسِّقہ) مثلاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھنا۔

② بدعتِ کبریٰ (مکفرہ ومفسقہ)

اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ بدعتِ مکفرہ مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن مجید مخلوق ہے۔

۲۔ بدعتِ مفسقہ مثلاً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا۔

بدعتِ کبریٰ کے تحت تمام خوارج، روافض، معتزلہ، جہمیہ اور منکرینِ حدیث آتے ہیں۔

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات پیشِ خدمت ہیں:

۱: جو مشرکین ہندو مذہب یا بدھ مذہب وغیرہما سے تعلق رکھتے ہیں ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

۲: پاکستان میں جو ہندو یا بدھ وغیرہما قصائی ہیں تو ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ جو مسلمان صحیح العقیدہ قصائی ہیں ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ جو مرتدین و کفار ہیں ان کا ذبیحہ حرام ہے اور جو مبتدعین (اہلِ بدعت) ہیں، اگر وہ اللہ کا نام لے کر حلال جانور ذبح کریں تو یہ گوشت حلال ہے۔

اہلِ بدعت کی روایات صحیحین میں موجود ہیں مثلاً:

(۱) خالد بن مخلد: صحیحین کا راوی خالد بن مخلد ثقہ وصدوق ہے، جمہور محدثین نے اس کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے کہا: "وكان منكر الحديث ، في التشيع مفرطاً"

وہ تشیع میں افراط کرنے والا، منکر حدیثیں بیان کرنے والا تھا۔ (طبقات ابن سعد ۶/ ۴۰۶)
جوزجانی نے کہا: ''كان شتامًا معلنًا بسوء مذهبه'' وہ (صحابہ کو) گالیاں دینے والا تھا، اپنے بُرے مذہب کا اعلان کرنے والا تھا۔ (احوال الرجال: ۱۰۸)
(۲) علی بن الجعد: صحیح بخاری کا راوی اور ثقہ عندالجمہور (صحیح الحدیث) تھا۔ اس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ''أخذ من بيت المال مائة ألف درهم بغيرِ حق'' اس نے بیت المال سے ایک لاکھ درہم ناحق لئے۔ اس پر یہ قسم بھی کھاتا تھا۔
(تاریخ بغداد ۱۱/ ۳۶۴ وسندہ حسن)
(۳) عباد بن یعقوب: صحیح البخاری کا راوی اور موثق عندالجمہور (حسن الحدیث) تھا۔
امام ابن خزیمہ نے فرمایا: ''ناعباد بن يعقوب - المتهم في رأيه ، الثقة في حديثه'' ہمیں عباد بن یعقوب نے حدیث سنائی، وہ اپنی رائے میں متہم تھا اور اپنی حدیث میں ثقہ تھا۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۹۷)
یہ تشیع میں غالی تھا اور سلف (صحابہ و تابعین) کو گالیاں دیتا تھا۔
دیکھئے الکامل لابن عدی (۴/ ۱۶۵۳[۵/ ۵۵۹])
حافظ ابن حبان نے کہا: ''وكان رافضيًا داعية إلى الرفض ..'' اور وہ رافضی تھا (اور) رافضیت کی طرف دعوت دیتا تھا۔ (المجروحین ۲/ ۱۷۲)
حافظ ابن حجر نے کہا: ''صدوق رافضي'' (تقریب التہذیب: ۳۱۵۳)
جب اہلِ بدعت (ثقة و صدوق عندالجمهور) کی روایات مقبول ہیں تو ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔
حافظ ذہبی رحمہ اللہ کیا خوب فرماتے ہیں: ''فلنا صدقه و عليه بدعته'' پس اس کی سچائی ہمارے لئے ہے اور اس کی بدعت اسی پر (وبال) ہے۔ (میزان الاعتدال ۱/ ۵ ترجمۃ ابان بن تغلب)
۳۔ جس قصاب کو آپ مرتد، کافر یا مشرک سمجھتے ہیں اور اس کا آپ کے پاس واضح ثبوت بھی ہے تو اس کا ذبیحہ نہ کھائیں۔ رہے اہلِ بدعت تو دلائل مذکورہ کی رو سے ان کا ذبیحہ حلال ہے۔
۴۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر، سعید بن منصور سے باسند صحیح متصل نہیں ملا۔ بے سند

روایتیں مردود ہوتی ہیں۔سعید بن منصور سے لے کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک سند بھی نامعلوم ہے۔نیز دیکھئے:٦

۵۔ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔اسے ابن جریج نے عمرو بن دینار سے ''عــن'' کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن جریج مشہور مدلس ہیں۔

٦۔ حدیثِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ / مصنف عبدالرزاق: اس روایت کی سند میں ابو اسحاق السَّبِیعی مدلس ہیں اور روایت ''عن'' سے ہے لہٰذا یہ سند بھی ضعیف ہے۔

۷۔ میرے علم کے مطابق صحابۂ کرام و تابعین میں سے کوئی بھی ہندو مشرکین وغیرہ کے ذبیحے کے جواز کا قائل نہیں ہے۔رہا مسئلہ اہلِ بدعت کا تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں اور خَشَبِیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔(دیکھئے طبقات ابن سعد ۱/۱٦۹، ۱۷۰، حلیۃ الاولیاء ۱/۳۰۹ وسندہ صحیح)

آپ انھیں سلام بھی کہتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۱۲۲، وسندہ صحیح)

آپ مشہور ظالم حجاج بن یوسف جیسے بدعتی کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتے تھے۔

(دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۱۲۱، ۱۲۲، وسندہ حسن)

حجاج بن یوسف کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ''وکان ظلوماً جبارًا ناصبیًا خبیثًا...'' اور وہ ظالم جبار (اور) ناصبی خبیث تھا۔ (سیر اعلام النبلاء ۴/۳۴۳)

تنبیہ: واضح رہے کہ راجح یہی ہے کہ بدعتِ کبریٰ کے مرتکب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔تفصیلی تحقیق کے لئے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم''

۸۔ ذبیحہ کرنا ایک عمل ہے جس کی مشروعیت کتاب وسنت سے ثابت ہے۔بعض الناس کا یہ کہنا کہ ''ذبیحہ کرنا عبادت ہے'' اس کی دلیل مجھے معلوم نہیں ہے۔

۹۔ اہلِ کتاب اور اہلِ سلام کے سوا تمام مشرکین و مرتدین و کفار کا ذبیحہ بلا شک وشبہ حرام ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اہلِ اسلام (کلمہ گو مدعیانِ اسلام) میں سے اہلِ بدعت کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔

۱۰۔ یہود کے اکہتر اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوئے جنھیں اہلِ کتاب سے خارج نہیں

کیا گیا اور اسی طرح امتِ مسلمہ کے تہتر فرقے ہیں جن میں سے بہتر فرقوں کی تکفیر کرنا اور امتِ مسلمہ سے خارج قرار دینا غلط ہے۔ بس صرف یہ کہہ دیں کہ یہ فرقے گمراہ ہیں اور اہلِ بدعت میں سے ہیں یا ان کے عقائد کفریہ و شرکیہ ہیں۔ ان تمام فرقوں کے ہر شخص کو متعین کر کے، بغیر اقامتِ حجت کے کافر، مشرک یا مرتد قرار دینا غلط ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

① کفار و مرتدین مثلاً ہندو، بدھ مذہب والوں، مرزائیوں اور تحریفِ قرآن کا عقیدہ رکھنے والوں کا ذبیحہ حرام ہے۔

② اہلِ بدعت کلمہ گو فرقوں کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ وہ دینِ اسلام کے کسی ایسے عقیدے یا عمل کا انکار نہ کریں جو ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

③ جس طرح اہلِ کتاب کے اکہتر یا بہتر فرقے اہلِ کتاب کے عمومی حکم میں شامل ہیں، اسی طرح اہلِ اسلام کے تہتر فرقے (جن میں فرقۂ ناجیہ طائفۂ منصورہ بھی شامل ہے) اہلِ اسلام کے عمومی حکم میں شامل ہیں۔

④ اہلِ بدعت سے محدثین کرام کا اپنی کتبِ صحاح میں روایات لینا اس بات کی دلیل ہے کہ ان لوگوں کا ذبیحہ حلال ہے۔

⑤ بہتر یہی ہے کہ کسی صحیح العقیدہ مسلمان بھائی کا ذبیحہ کھایا جائے۔

⑥ موجودہ دور میں اہلِ سنت کی طرف منسوب دو بڑے فرقوں آلِ دیوبند اور آلِ بریلی کے عام عقائد ایک جیسے ہیں۔ ان میں سے ایک فرقے کا ذبیحہ کھانا اور دوسرے کا ذبیحہ نہ کھانا کسی واضح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ''میرے لئے دیوبندی بریلوی اختلاف، کا لفظ ہی موجبِ حیرت ہے۔ آپ سن چکے ہیں کہ شیعہ سنی اختلاف تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ماننے یا نہ ماننے کے مسئلہ پر پیدا ہوا، اور حنفی وہابی اختلاف ائمہ ہدیٰ کی پیروی کرنے نہ کرنے پر پیدا ہوا۔ لیکن دیوبندی بریلوی اختلاف کی کوئی بنیاد میرے علم میں نہیں ہے۔''

(اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم ص ۲۵)

⑦ جس شخص کا اہلِ بدعت کے ذبیحے پر دل مطمئن نہیں ہے تو نہ کھائے مگر خوارج کی طرح تکفیری فتوے جاری کرتا نہ پھرے۔ ان اہلِ بدعت میں سے ایسے سادہ ہیرے بھی ملتے ہیں جنھیں جب کتاب و سنت کی دعوت پہنچتی ہے تو والہانہ انداز میں لبیک کہتے ہوئے دینِ اسلام کے لئے اپنی جانیں اور مال قربان کر دیتے ہیں۔

⑧ اس امت میں سب سے بُرے لوگ خوارج اہلِ تکفیر ہیں، ان سے ہر وقت اجتناب کرنا چاہئے۔ مرجئہ اور جہمیہ سے بھی دور رہیں۔

⑨ صحیح العقیدہ اہلِ حدیث (اہلِ سنت) علماء سے ہر مسئلے میں مکمل رابطہ رکھیں۔

⑩ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنے والوں کا ذبیحہ حلال ہے تو ان کلمہ گو اہلِ اسلام کا ذبیحہ کیوں حلال نہیں ہے جنھیں علمائے حق نے متفقہ طور پر کفار و مرتدین اور مشرکین کے حکم میں شامل نہیں کیا؟　وما علینا إلا البلاغ　(۲۲ دسمبر ۲۰۰۶ء)

ولیمے کا وقت

سوال: کیا شادی کے بعد میاں بیوی کے اکٹھے ہونے (شبِ زفاف گزارنے) سے پہلے ولیمہ کرنا ثابت ہے؟ [حافظ طارق مجاہد یزمانی]

الجواب: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی) ایک زوجہ کے ساتھ شبِ زفاف گزاری پھر مجھے بھیجا تو میں نے لوگوں کو (ولیمے کے) کھانے پر بلایا۔ (صحیح بخاری: ۵۱۷۰)

امام بیہقی نے اس حدیث پر ''باب وقت الولیمة'' کا باب باندھ کر یہ اشارہ کیا ہے کہ میاں بیوی کے اکٹھے ہونے اور شبِ زفاف گزارنے کے بعد ولیمہ کرنا چاہیے۔ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مبارکہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شبِ زفاف کی تین راتیں گزاریں اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ولیمے کے لئے بلایا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۵۱۵۹)

لہٰذا مسنون یہی ہے کہ رخصتی اور شبِ زفاف گزارنے کے بعد (تین دنوں کے اندر اندر) ولیمہ کیا جائے۔　(۲۷ دسمبر ۲۰۰۶ء)

تذکرۃ الاعیان ابوخالد شاکر

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ

عالمی ایوارڈ یافتہ مصنف اور عالمِ اسلام کے عظیم سکالر مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری وفات پا گئے۔ برصغیر پاک و ہند کے معروف عالمِ دین، عظیم مدرس، محقق، مبلغ اور مناظر مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری اپنے آبائی قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں یکم دسمبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ کو نمازِ جمعہ کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنا للہ واِنا اِلیہ راجعون

مبارک پوری صاحب کی عمر تریسٹھ برس چھ ماہ تھی اور وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے اور پچھلے چند ماہ سے بسترِ مرگ پر تھے۔

مبارکپور خاندان برصغیر کی تاریخِ اہلِ حدیث میں ایک گل سرسبد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس خاندان نے تصنیف و تالیف میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ مولانا صفی الرحمٰن کے پردادا مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری جامع ترمذی کی ایک ضخیم شرح تحفۃ الاحوذی کے نام سے تصنیف کر کے تاریخِ حدیث میں اپنا نام رقم کر چکے ہیں۔

مولانا موصوف بھی تصنیف کے شعبے میں اپنے اسلاف سے پیچھے نہیں رہے۔ وہ علمی دنیا میں ایک ممتاز مقام کے حامل تھے۔ مولانا نے کئی موضوعات پر قلم اٹھایا اور لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ سیرت طیبہ پر آپ خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ اس شعبہ میں آپ نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا شہرہ چار دانگ عالَم میں پھیل گیا۔ اس کتاب کا نام الرحیق المختوم ہے۔ اس تصنیف کو نہ صرف انٹرنیشنل ایوارڈ دیا گیا بلکہ شاہ فیصل ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ اس کتاب کے اب تک ۱۸ مختلف زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں اور کئی ممالک میں شاملِ نصاب بھی ہے۔

[تنبیہ: الرحیق المختوم میں ضعیف روایات بھی موجود ہیں۔]

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری چھ جون ۱۹۴۲ء میں موضع حسین آباد مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

میں پیدا ہوئے ۔آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ چونکہ آپ کا تعلق ایک مذہبی اور علمی گھرانے سے تھا،اس لئے ہوش سنبھالتے ہی انھیں قرآن کی تعلیم دی گئی ۔۱۹۴۸ء میں چھ سال کی عمر میں انھیں قصبہ مبارکپور کے مدرسہ دارالتعلیم میں داخل کرادیا گیا جہاں انھوں نے مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں انھوں نے عربی زبان کی بنیادی کتب پڑھیں۔ یہاں دوسال حصولِ تعلیم کے بعد مئی ۱۹۵۶ء میں آپ مدرسہ فیض عام میں داخل ہو گئے جہاں آپ نے تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی۔جنوری ۱۹۶۱ء میں آپ نے درس نظامی میں سندِفراغت حاصل کی۔اسی اثنا میں آپ نے مولوی فاضل اور عالم فاضل کےامتحانات بھی امتیازی نمبروں سے پاس کر لئے۔

مدرسہ فیضِ عام سے فراغت کے بعد آپ الٰہ آباد اور ناگپور میں تدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔اگلے دوسال مدرسہ فیضِ عام میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔اس کے بعد آپ دارالحدیث فیض العلوم سیونی، مدرسہ دارالتعلیم مبارکپور میں تدریسی اورانتظامی خدمات سرانجام دیتے رہے۔۱۹۷۴ء میں جامعہ سلفیہ بنارس کے ناظمِ اعلیٰ کے پرزور اصرار پر وہاں تشریف لے گئے اور تدریس کے ساتھ ساتھ ماہنامہ "محدث" کی ادارت کے فرائض بھی بخوبی نبھائے ۔ ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۸ء جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں اور سینئر ریسرچ سکالر رہے، ساتھ ساتھ مکتبہ دارالسلام ریاض میں بھی بطورِ محقق کام کیا۔حالیہ ایام میں آپ جامعہ سلفیہ بنارس کے شیخ الحدیث کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

آپ نے چھوٹی بڑی کم از کم پچاس کتابیں تصنیف کیں جن میں چند ایک یہ ہیں، تلخیص تفسیر ابن کثیر، شرح صحیح مسلم، شرح بلوغ المرام، الرحیق المختوم، تجلیات نبوت، مختصر سیرت النبی وغیرہ۔الرحیق المختوم کا مختصر تعارف پہلے کروایا جاچکا ہے۔آپ نے تفسیر احسن البیان پر بھی نظرِ ثانی کی جو حج کے ایام میں حاجیوں کو دی جاتی ہے۔

مولانا صفی الرحمٰن میدانِ مناظرہ کے بھی بہترین شاہسوار تھے۔۱۹۷۹ء میں وسیلے کے موضوع پر بنارس میں ایک مناظرہ ہوا جس میں ہزاروں لوگ جمع تھے۔آپ کے مسکت

اور دندان شکن دلائل سن کر مخالف مناظر بھری محفل چھوڑ کر بھاگ گیا اور نتیجتاً نو خاندانوں اور ۴۹ آدمیوں نے موقع پر مسلک کتاب وسنت کو اپنا لیا۔ **والحمدلله**

مولانا انتہائی خلیق، شفیق، ملنسار، متواضع اور بردبار طبیعت کے مالک تھے۔ اپنی مدح سرائی قطعاً پسند نہ فرماتے۔

آپ کی وفات سے دنیائے اسلام میں بالعموم اور علمائے اہلِ حدیث میں بالخصوص ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو تادیر پُر نہ ہو سکے گا۔ بہر حال **کل نفس ذائقة الموت** کے مصداق موت سے کسی کو مفر نہیں۔ آپ نے پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ چار بیٹوں میں سے دو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل ہیں اور دینی خدمات میں مصروف ہیں، تیسرے بیٹے آخری سال کے طالبعلم ہیں جبکہ ایک بیٹا جدہ میں ملازم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ (آمین)

[مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ سے میری پہلی ملاقات مدینہ طیبہ میں ان کے گھر میں ہوئی تھی۔ ساٹھ سے اوپر عمر، سفید داڑھی، نورانی چہرہ اور مختصر جچا تلا متین کلام پہلی ہی نظر میں دل پر گہرا اثر چھوڑتا تھا۔ مولانا ان دنوں میں ڈاکٹر محمد احمد عبدالقادر ملکاوی کی کتاب ''مختصر اظہار الحق'' کا ترجمہ لکھ رہے تھے۔ جسے ڈاکٹر صاحب نے رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب ''اظہار الحق'' کے خلاصے کے طور پر لکھا تھا۔ اس کتاب کو بعد میں سعودی عرب کی ''وزارتِ اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد'' نے انتہائی بہترین کاغذ پر دوسوستر (۲۷۰) صفحات میں شائع کیا۔ آپ مجھے جامعہ اسلامیہ کے کچھ طالب علموں کے ساتھ مدینے کے اس علاقے میں لے گئے جو حرم سے باہر تھا اور صدیوں پہلے حدیثِ نبوی کی تصدیق کرتے ہوئے بہت بڑی آگ لگی تھی، جس کا نظارہ ہزاروں آنکھوں نے دیکھا تھا۔ پھر مولانا سے مکتبہ دارالسلام، ریاض (سعودی عرب) میں ملاقاتیں ہوئیں۔ رحمہ اللہ/ حافظ زبیر علی زئی]

مصنف: الشیخ عبدالرحمٰن الفوزی مترجم: محمد صدیق رضا

غیر ثابت قصے

پینتیسواں (۳۵) قصہ: سیدہ اُم سلمہ ومیمونہ رضی اللہ عنہما کا ایک قصہ:

اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھی اور وہاں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں، تو ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور یہ پردہ کے حکم کے بعد کی بات ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان سے پردہ کرلو۔'' تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں نہ تو ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ ہی جان سکتے ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ دونوں بھی نابینا ہیں؟ کیا آپ انھیں نہیں دیکھ رہیں۔؟ (یہ منکر روایت ہے۔)

تخریج: اسے ابوداود (ج۴ص۳۶۱ح ۴۱۱۲) ترمذی (ج۵ص۱۰۷ح۲۷۷۸) احمد (ج۶ص۲۹۶) بیہقی (السنن الکبریٰ ج۷ص۹۱، الآداب ص۴۰۴) طحاوی (مشکل الآثار ج۱ص ۲۶۵) نسائی (عشرۃ النساء ص ۳۰۶) ابن حبان (ج۷ص ۴۳۹) ابن سعد (ج۸ ص۱۲۶، ۱۲۸) خطیب بغدادی (تاریخ بغداد ج۸ص ۳۳۸) ابو یعلیٰ (ج۱۲ص۳۵۳) اور یعقوب بن سفیان (المعرفۃ والتاریخ ج۱ص۴۱۶) نے ''**عن الزهري عن نَبهان عن أم سلمة**'' کی سند سے روایت کیا ہے۔

جرح: اس کی سند ضعیف ہے، اس میں نبہان مولیٰ اُم سلمہ ہیں، ان کی کسی نے توثیق نہیں کی سوائے ابن حبان کے، انھوں نے اپنے'' مجاہیل کی توثیق'' کے قاعدہ پر ان کی توثیق کی ہے۔ اسی لئے ابنِ عبدالبر نے فرمایا: نبہان مجہول ہے، زہری کی ایک روایت کے علاوہ معروف نہیں ہے۔ حافظ ذہبی نے المغنی فی الضعفاء (۴۵۲/۲ ت ۶۵۹۶) میں حافظ ابن

حزم سے نقل کیا ہے کہ (نبہان) مجہول ہے۔

ابن حجر نے تقریب التہذیب (ص۵۵۹) میں ''مقبول'' کہا یعنی جب متابعت موجود ہو تب، اور اگر ان کا تفرد ہو جیسا کہ اس روایت میں ہے تو ''لین الحدیث'' ہیں۔ جیسا کہ تقریب التہذیب کے مقدمہ میں انھوں نے ''مقبول'' سے متعلق قاعدہ بیان فرمایا۔

امام احمد نے فرمایا: نبہان نے دو (۲) عجیب حدیثیں بیان کی ہیں: ایک تو یہ حدیث اور ایک یہ '' إذا کان لإحداکن مکاتب فلتحتجب منه '' اگر تم (خواتین) میں سے کسی کے کوئی ''مکاتب'' ہیں تو وہ ان سے پردہ کریں۔ (مکاتب: وہ غلام جس نے مقررہ رقم پر اپنے آقا سے آزادی کا معاہدہ کیا ہو۔)

امام بخاری التاریخ الکبیر (ج۸ص۱۳۵) میں ان کا نام لائے ہیں نہ تو ان پر جرح کی ہے نہ ان کی تعدیل ہی فرمائی ہے اور اسی کی پیروی ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل (ج۸ ص۵۰۲) میں کی، نہ تو جرح ذکر کی نہ تعدیل تو بس یہ ''مجہول'' راوی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے (جبکہ) اس بات میں ''نظر'' ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری (ج۹ص۳۳۷) میں یہ روایت اصحاب السنن کی طرف منسوب کی ہے۔ پھر فرمایا: اس کی اسناد قوی ہے اور اکثر جو اس روایت میں علت بیان کی گئی ہے وہ زہری کا نبہان سے روایت کرنے میں تفرد ہے اور یہ علت قادحہ نہیں، اس لئے کہ جسے زہری پہچانتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ اُم سلمہ کے غلام تھے اور کسی نے بھی اُن پر جرح نہیں کی تو ان کی روایت رد نہیں کی جائے گی!

علامہ فوزی کہتے ہیں: یہ جو کچھ حافظ ابن حجر نے فرمایا اس میں ''نظر'' ہے، اس لئے کہ یہ نبہان مجہول ہیں۔ جیسا کہ تقریب التہذیب میں خود انھوں نے (اپنے قاعدہ کے مطابق) بیان فرمایا اور ابن مفلح نے المبدع (ج۷ص۱۱) میں امام احمد سے اس کی تضعیف نقل کی ہے اور علامہ البانی نے ارواء الغلیل (ج۶ص۲۱۱) میں فرمایا: یہ روایت ضعیف ہے۔

دیکھئے ابن قدامہ کی المغنی (ج۶ص۵۶۳، ۵۶۴)

اور اس روایت کا متن معارض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس فرمان سے جو آپ نے فاطمہ بنت قیس سے فرمایا تھا:((**اعتدي في بيت ابن أم مكتوم، فإنه رجل اعمٰى ، تضعين ثيابك فلايراك**)) (متفق علیہ)

آپ ابن اُم مکتوم کے ہاں اپنی عدت گزاریئے، چونکہ وہ نابینا آدمی ہیں۔ آپ اپنے کپڑے (مطلب چادر، دوپٹہ) اتاریں گی بھی تو وہ آپ کو نہیں دیکھ پائیں گے،

ایک شاہد: اس روایت کا ایک شاہد بھی (بیان کیا جاتا) ہے۔ ابوبکر الشافعی نے الفوائد (ق۴/ط) میں ''**وهب بن حفص : نا محمد بن سليمان : نا معتمر بن سليمان عن أبيه عن أبي عثمان عن أسامة**'' کی سند سے یہ روایت بیان کی ہے۔

اس کی سند بالکل کمزور ہے، اس میں وہب بن حفص البجلی ہے۔ حافظ ابوعروبہ نے اس کی تکذیب کی اور دارقطنی نے فرمایا: یہ حدیث گھڑتا تھا۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج۶ص۲۵) اس قسم کی روایت کو شاہد بنانا صحیح نہیں۔

[تنبیہ: اس روایت کی سند حسن ہے کیونکہ نبہان مجہول نہیں بلکہ حسن درجے کا راوی ہے۔ کیونکہ حافظ ذہبی، امام ترمذی، حافظ ابن حبان اور حاکم وغیرہم نے اس کی توثیق کی ہے۔ دیکھئے میری کتاب تلخیص نیل المقصود (۸۲۲/۴ ح ۴۱۱۲) لہٰذا اس روایت کو ضعیف قرار دینا غلط ہے۔/ حافظ زبیر علی زئی]

ایک ہاتھ سے مصافحہ

فضل اکبر کاشمیری

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر (تفضلاً) حق ہے کہ ان دونوں کی دعا قبول فرمالے اور ان دونوں کے ہاتھوں کو اس وقت تک جدا نہ کرے جب تک ان کی مغفرت نہ کردے۔

[مسند احمد ۱۴۲/۳ ح ۱۲۴۵۱ وسندہ حسن]

حافظ زبیر علی زئی

التأسيس في مسئلة التدليس

رسالہ ''التأسیس في مسئلة التدلیس '' اپنی اہمیت کے پیشِ نظر اس سے قبل ماہنامہ ''محدث ''لاہور اور ''الصدیق'' کراچی وغیرہ میں چھپ چکا ہے۔ مسئلہ تدلیس چونکہ خالص علمی اور تحقیقی موضوع ہے لہٰذا یہ طلباء وعلماء کی دلچسپی اور علمی فوائد کے حصول کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا (ان شاء اللہ) البتہ عوام سمجھنے کے لئے کوشاں رہیں۔ اب اسی رسالے کو ترمیم واضافے کے ساتھ ماہنامہ ''الحدیث'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ [حافظ ندیم ظہیر]

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد :

تدلیس کی تعریف

نور اور ظلمت کے اختلاط کو عربی لغت میں ''الدلس'' کہتے ہیں۔ (دیکھئے نخبۃ الفکر ص ۷۱)
اور اس سے **دلّس** کا لفظ نکلا ہے جس کا مطلب ہے:
''**كتم عيب السلعة عن المشتري**'' اس نے اپنے مال کا عیب گاہک سے چھپایا۔
(المعجم الوسیط ج ۱ ص ۲۹۳ وعام کتبِ لغت)
اسی سے ''تدلیس'' کا لفظ مشتق ہے جس کا معنٰی ہے ''اپنے سامان کے عیب کو گاہک سے چھپانا'' دیکھئے القاموس المحیط (ص ۷۰۳) المختار من صحاح اللغۃ للجوہری (ص ۱۶۴) اور لسان العرب (ج ۶ ص ۸۶)

تدلیس فی المتن کو ''توریہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ حالتِ اضطرار میں عزت وجان وغیرہ بچانے کے لئے ''توریہ'' جائز ہے مثلاً سلیمان بن مہران الاعمش فرماتے ہیں:
''**رأيت عبد الرحمٰن بن أبي ليلىٰ وقد أوقفه الحجاج وقال له : اِلعن الكذابين عليّ بن أبي طالب وعبد الله بن الزبير و المختار بن أبي عبيد،**

قال :فقال عبد الرحمٰن :لعن اللهُ الكذابين ، ثم ابتدأ فقال :عليٌّ بن أبي طالب و عبدُ الله بن الزبير والمختارُ بن أبي عبيد ، قال الأعمش : فعلمتُ أنه حين ابتدأ فرفعهم لم يعنهم . ''

میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا۔آپ کو حجاج (بن یوسف) نے کھڑا کر کے کہا: جھوٹوں پر لعنت کرو، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن الزبیر اور مختار بن ابی عبید (پر) تو عبدالرحمٰن نے کہا: جھوٹوں پر اللہ لعنت کرے، پھر انھوں نے ابتدا کی: (اور) علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن زبیر اور مختار بن ابی عبید، اعمش کہتے ہیں کہ انھوں (عبدالرحمٰن) نے جب (علی رضی اللہ عنہ) وغیرہ کے ناموں سے ابتدا کی تو انھیں (منصوب کے بجائے) مرفوع بیان کیا تو میں جان گیا کہ ان (عبدالرحمٰن) کی مراد یہ اشخاص نہیں تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۶ ص۱۱۲، ۱۱۳ و إسنادہ صحیح)

تدلیس کی اصطلاحی تعریف

''**تدليس في الإسناد**'' کا مفہوم اہلِ حدیث کی اصطلاح میں درج ذیل ہے:

اگر راوی اپنے اس استاد سے (جس سے اس کا سماع، ملاقات اور معاصرت ثابت ہے) وہ روایت (عن یا قال وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ) بیان کرے جسے اس نے (اپنے استاد کے علاوہ) کسی دوسرے شخص سے سنا ہے۔ اور سامعین کو یہ احتمال ہو کہ اس نے یہ حدیث اپنے استاد سے سنی ہوگی، تو اسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ دیکھئے علوم الحدیث لابن الصلاح (ص ۹۵) اختصار علوم الحدیث لابن کثیر (ص ۵۱) وعام کتبِ اُصولِ حدیث

تدلیس کی اقسام

تدلیس فی الاسناد کی سات اقسام زیادہ مشہور ہیں:

(**۱**) **تدلیس الاسناد:** اس میں راوی اپنے استاد کو گراتا ہے مثلاً:

العباس بن محمد الدوری نے کہا:

" نا أبو عاصم عن سفيان عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس في المرتدة ترتد قال:تستحيا......وقال أبو عاصم :نرى أن سفيان الثوري إنما دلّسه عن أبي حنيفة فكتبتهما جميعاً."

ہمیں ابو عاصم نے عن سفیان عن عاصم عن ابی رزین عن ابن عباس کی (سند سے) ایک حدیث مرتدہ کے بارے میں بیان کی کہ وہ زندہ رکھی جائے گی......ابو عاصم نے کہا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سفیان ثوری نے اس حدیث میں ابوحنیفہ سے تدلیس کی ہے لہٰذا میں نے دونوں سندیں لکھ دی ہیں۔

(سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۰۱ ح ۳۴۲۳ إسنادہ صحیح إلی الدوری)

مصنف عبدالرزاق (ج ۱۰ ص ۱۷۷ ح ۱۸۷۳۱) سنن دارقطنی (ج ۳ ص ۲۰۱) وغیرہما میں '' الثوري عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس '' کی سند کے ساتھ یہ روایت مطولاً موجود ہے۔

ابو عاصم کہتے ہیں:" بلغني أن سفيان سمعه من أبي حنيفة أو بلغه عن أبي حنيفة "

مجھے پتا چلا ہے کہ اسے سفیان نے ابوحنیفہ سے سنا ہے یا انھیں یہ (روایت) ابوحنیفہ سے پہنچی ہے۔ (کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۳ ص ۱۴ وسندہ صحیح)

ابو عاصم کے قول کی تصدیق امام سفیان ثوری کے دوسرے شاگرد عبدالرحمٰن بن مہدی کے قول سے بھی ہوتی ہے، انھوں نے فرمایا:

" سألت سفيان عن حديث عاصم في المرتدة؟ فقال:أما من ثقة فلا "

میں نے سفیان سے عاصم کی مرتدہ کے بارے میں حدیث کا سوال کیا (کہ کس سے سنی ہے) تو انھوں نے کہا: یہ روایت ثقہ سے نہیں ہے۔

اس سند کے ایک راوی امام ابن ابی خیثمہ فرماتے ہیں:

" وكان أبو حنيفة يروي حديث المرتدة عن عاصم الأحول "

مرتدہ والی حدیث کو (امام) ابوحنیفہ عاصم الاحول (!) سے بیان کرتے تھے۔

(الانتقاء لابن عبدالبر ص ۱۴۸، ۱۴۹ و إسنادہ صحیح)

یہ روایت مختلف طرق کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی مروی ہے:
المعرفۃ والتاریخ للفارسی (ج ۳ ص ۱۴) الضعفاء للعقیلی (ج ۴ ص ۲۸۴) الکامل لابن عدی (ج ۷ ص ۲۴۷۲) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۸ ص ۲۰۳) تاریخ بغداد للخطیب (ج ۱۳ ص ۴۴۶) معرفۃ العلل والرجال لعبداللہ بن احمد بن حنبل عن أبیہ (ج ۲ ص ۱۴۳)

اہل الحدیث اورفن حدیث کے امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

''کان الثوري یعیب علٰی أبي حنیفة حدیثاً کان یرویه ، ولم یروه غیر أبي حنیفة، عن عاصم عن أبي رزین ''

(سفیان) ثوری (امام) ابوحنیفہ پر ان کی بیان کردہ ایک حدیث (عن عاصم عن ابی رزین) کی وجہ سے نکتہ چینی کرتے تھے جسے ابوحنیفہ کے سوا کسی شخص نے بیان نہیں کیا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۲۰۰ واسنادہ صحیح إلی یحیی بن معین)

تنبیہ: امام یحییٰ بن معین کی امام سفیان ثوری سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کی عاصم سے یہ روایت سنن دارقطنی (ج ۳ ص ۲۰۱) کامل ابن عدی (ج ۷ ص ۲۴۷۲) سنن بیہقی (ج ۸ ص ۲۰۳) وغیرہ میں موجود ہے اور اس کی طرف امام شافعی نے بھی کتاب الام (ج ۶ ص ۱۶۷) میں اشارہ کیا ہے۔

مختصر یہ کہ اس روایت میں سفیان ثوری کا تدلیس کرنا بالکل صحیح ثابت ہے۔ اسے اور اس جیسی تمام مثالوں کو تدلیس الاسناد کہا جاتا ہے۔

(**۲**) **تدلیس القطع**: اس میں صیغہ کو حذف کر دیا جاتا ہے، مثلاً راوی کہتا ہے:

''الزهري ...''

تنبیہ: الکفایۃ للخطیب (ص ۳۵۹) والی روایت ابراہیم بن محمد المروزی السکری المسکوتی کے حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(**۳**) **تدلیس العطف**: اس میں راوی دو یا زیادہ استادوں سے روایت بیان کرتا ہے اور

سنا صرف ایک سے ہوتا ہے۔مثلاً:

ہشیم بن بشیر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

" **حدثنا حصین و مغیرۃ ۔۔**"

جب آپ حدیث بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو کہا: "**هل دلّست لکم الیوم ؟**"
کیا میں نے آج آپ (کی روایت) کے لیے کوئی تدلیس کی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں،
تو ہشیم نے کہا: میں نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں مغیرہ سے ایک حرف بھی نہیں سنا ہے۔

(دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۱۰۵، یہ بغیر سند کے ہے۔)

تنبیہ: اس روایت کی سند معلوم نہ ہوسکی لہٰذا یہ سارا قصہ ہی ثابت نہیں ہے۔اس کے باوجود
حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسے بطور استدلال ذکر کیا ہے۔ (النکت علی ابن الصلاح ج ۲ ص ۶۱۷) !

(**٤**) **تدلیس السکوت**: اس میں راوی "حد ثنا" وغیرہ الفاظ کہہ کر سکوت کرتا ہے اور
دل میں اپنے شیخ کا نام لیتا ہے پھر آگے روایت بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

تنبیہ: ایسا فعل عمر بن عبید الطنافسی سے مروی ہے لیکن بلحاظِ سند ثابت نہیں ہے۔
حافظ ابن حجر اسے النکت میں تدلیس القطع کہتے ہیں۔(النکت ج ۲ ص ۶۱۷)

(**٥**) **تدلیس التسویہ**: اس میں راوی اپنے شیخ سے اوپر کے کسی ضعیف وغیرہ راوی کو گرا
دیتا ہے۔

(**٦**) **تدلیس الشیوخ**: اس میں راوی اپنے شیخ کا وہ نام، لقب یا کنیت ذکر کرتا ہے جس
سے عام لوگ ناواقف ہوتے ہیں مثلاً بقیہ بن الولید نے کہا:

" **حدثني أبو وهب الأسدي** "

(الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۴، علل الحدیث لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۱۵۴ ح ۱۹۵۷، وسندہ صحیح)

ابو وہب الاسدی سے مراد عبید اللہ بن عمرو ہے۔

(**٧**) **تدلیس القوم**: اس میں راوی ایسا واقعہ بطور سماع بیان کرتا ہے جس واقعہ میں اس
کی شمولیت قطعاً ناممکن ہے۔مثلاً مروی ہے کہ الحسن البصری نے کہا:

'' خطبنا ابن عباس با لبصرة '' ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں خطبہ دیا۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۶۸/۴)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ہماری قوم یا شہر کے لوگوں کو بصرہ میں خطبہ دیا تھا۔
تنبیہ: یہ روایت حسن بصری سے ثابت نہیں ہے۔ اس میں حمید الطّویل مدلس ہے اور روایت عن سے ہے ۔ نیز دیکھئے المراسیل لابن ابی حاتم (ص ۳۳،۳۴) والعلل الکبیر للترمذی (۳۲۶/۱)

یہی روایت سنن الدارقطنی میں ''خطب ابن عباس الناس'' کے الفاظ سے مروی ہے۔
(۱۵۲/۲ ح ۲۱۱۲ وسندہ ضعیف)

کتبِ تدلیس اور فنِ تدلیس

تدلیس اور فن تدلیس کا ذکر تمام کتب اصول حدیث میں ہے ۔ بہت سے علماء نے اس فن میں متعدد کتابیں، رسالے اور منظوم قصائد تصنیف کئے ہیں مثلاً:

① حسین بن علی الکرابیسی کی کتاب ''اسماء المدلسین'' (یہ کتاب مفقود ہے۔)

② امام نسائی (ذکر المدلسین ، ابوعبدالرحمٰن السلمی [کذاب] عن الدارقطنی عن ابی بکر الحداد عن النسائی کی سند سے مطبوع ہے۔)

③ ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین مطبوع ہے)

④ حافظ الذہبی کا ارجوزة (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۳۱۸/۵)

⑤ ابومحمد المقدسی کا قصیدہ (شیخ عاصم القریوتی کی تحقیق سے مطبوع ہے۔)

⑥ حافظ العلائی کی کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل (ص ۹۷ تا ۱۲۴)

⑦ حافظ ابن حجر کی طبقات المدلسین

(راقم الحروف نے الفتح المبین کے نام سے اس کی تحقیق لکھی ہے۔)

⑧ حافظ سیوطی کی اسماء المدلسین (مخطوط بخط شیخنا ابی الفضل فیض الرحمٰن الثوری رحمہ اللہ)

⑨ السبط ابن العجمی کی التبیین لاسماء المدلسین (مطبوع)

⑩ معاصر شیخ حماد بن محمد الانصاری رحمہ اللہ کا رسالہ

''اتحاف ذوی الرسوخ بمن رمي با لتدليس من الشيوخ''

مسئلۂ تدلیس اور فرقۂ مسعودیہ

مگر افسوس کہ محدثین (كثر الله أمثالهم) کی یہ تمام کوششیں ''رائیگاں'' گئیں۔!

کراچی میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جس کا نام ''مسعود احمد بی ایس سی'' ہے۔ یہ شخص ۱۳۹۵ھ میں اپنی بنائی ہوئی ''جماعت المسلمین'' کا امیر ہے۔اس کا عقیدہ ہے کہ ''محدثین تو گزر گئے، اب تو وہ لوگ رہ گئے ہیں جو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔''

(الجماعۃ القدیمہ بجواب الفرقۃ الجدیدہ ص۲۹)

اس پر تعاقب کرتے ہوئے ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب لکھتے ہیں:

''گویا موصوف (مسعود صاحب) کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اسی طرح محدثین کا سلسلہ بھی کسی خاص محدث پر ختم ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کوئی محدث پیدا نہیں ہوگا، اور اب جو بھی آئے گا وہ صرف ناقل ہی ہوگا، جس طرح یار لوگوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا۔ کسی نے بارہ کے بعد ائمہ کا سلسلہ ختم کر دیا۔ موصوف کا خیال ہوگا کہ اسی طرح محدثین کی آمد کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہے لیکن اس سلسلہ میں انھوں نے کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا۔ ''اقوال الرجال'' تو ویسے ہی موصوف کی نگاہ میں قابلِ التفات نہیں ہیں۔ البتہ اپنے ہی قول کو انھوں نے اس سلسلہ میں حجت مانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ بھی فن حدیث کے ساتھ شغف رکھتے ہیں ان کا شمار محدثین ہی کے زمرے میں ہوتا ہے۔'' (الجماعۃ الجدیدۃ بجواب الجماعۃ القدیمہ ص۵۵)

اس شخص نے نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ، تفسیر اور تاریخ وغیرہ میں عام مسلمین سے علیحدہ

ہونے کی کوشش کی ہے۔اس کے بعد ''اصولِ حدیث'' پر بھی ایک رسالہ چھاپ دیا ہے تا کہ فرقۂ مسعودیہ (عرف جماعت المسلمین رجسٹرڈ) کا لٹریچر ہر لحاظ سے مسلمانوں سے الگ رہے۔اس رسالے کے ص ۱۳ پر ''تدلیس'' کی بحث چھیڑی ہے اور مدلس راوی کو اپنی ''جماعت المسلمین'' سے خارج کر دیا ہے۔یہاں پر یہ بات قابلِ غور ہے کہ کتب رِجال وطبقات المدلسین میں جتنے مدلس راویوں کا ذکر ہے وہ مسعود صاحب کی (۱۳۹۵ھ میں) بنائی ہوئی ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' سے صدیوں پہلے اس فانی دنیا کو خیر باد کہہ چکے ہیں لہٰذا وہ اب مسعود صاحب کے رجسٹروں میں خروج یا دخول کے محتاج نہیں ہیں۔

مسعود صاحب لکھتے ہیں:

''مدلس راوی نے خواہ وہ امام ہو یا محدث ہی کیوں نہ کہلاتا ہو اپنے استاد کا نام چھپا کر اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ الامان الحفیظ ...اُس نام نہاد امام یا محدث کو دھوکے باز کذاب کہا جائے گا۔علماء اب تک اس راوی کی وجہ سے جس کا نام چھپا دیا گیا مدلس کی روایت کو ضعیف سمجھتے رہے لیکن اس دھوکے باز کذاب کو امام یا محدث ہی کہتے رہے۔انھوں نے کبھی یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں یا ان سے کیا کہلوایا جا رہا ہے۔افسوس تقلید نے انھیں کہاں سے کہاں پہنچا دیا''

(اصول حدیث ص ۱۳، ۱۴)

یعنی مدلس راویوں کی معنعن روایات کو صرف ضعیف سمجھنے والے اور مصرح بالسماع روایات کو صحیح سمجھنے والے تمام امام مقلد تھے مثلاً یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور ابو حاتم رازی وغیرہم۔

مسعود صاحب لکھتے ہیں: ''تلاشِ حق میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ تقلید شرک ہے''

(التحقیق فی جواب التقلید ص ۴، ۵ ط ۱۴۰۶ھ)

اور اسی کتاب میں مقلد پر (فاران ص ۱۱ کے) الفاظ فٹ کرتے ہیں:

''وہ یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج ہے'' (التحقیق ص ۲۳)

لہٰذا اس ''مسعودی اصول '' سے ثابت ہوا کہ یہ تمام محدثین مشرک تھے ۔(معاذاللہ)
مسعود صاحب مدلسین کو مشرک قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علماء پر تعجب ہے کہ ایسے دھوکے باز مشرک کو امام مانتے ہیں ...ایسا ہونا تو نہیں چاہئے تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے'' (اصولِ حدیث ص۱۴)

امیر ''جماعت المسلمین رجسٹرڈ'' صاحب مزید فرماتے ہیں:

''مندرجہ بالا مباحث سے ثابت ہوا کہ فنِ تدلیس بے حقیقت فن ہے .. لہٰذا تدلیس کا فن کچھ نہیں بالکل بے حقیقت ہے'' (ص۱۵،۱۶)

اس رسالے کے ص۱۶' ۱۷ پر ''امام حسن بصری ،امام الولید بن مسلم ،امام سلیمان الاعمش ،امام سفیان ثوری ،امام سفیان بن عیینہ ،امام قتادہ ،امام محمد بن اسحاق بن یسار اور امام عبدالملک بن جریج وغیرہم کا ذکر کر کے مسعود صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی امام مدلّس نہیں'' (ص۱۷)

اور فرماتے ہیں:

''کسی مدلّس کے متعلق یہ کہنا کہ اگر وہ حَدَّثَنَا کہہ کر حدیث روایت کرے تو اس کی بیان کردہ حدیث صحیح ہوگی ۔ یہ اصول صحیح نہیں اس لئے کہ مدلّس راوی کذّاب ہوتا ہے لہٰذا وہ عَنْ سے روایت کرے یا حَدَّثَنَا سے روایت کرے وہ کذّاب ہی رہے گا۔ اس کی بیان کردہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہوگی ۔یعنی مدلس راوی کا نہ عنعنہ صحیح ہے اور نہ تحدیث'' (اصولِ حدیث ص۱۸)

مسعود احمد بی ایس سی کے اس قول کہ ''ہمارے نزدیک ان میں سے کوئی امام مدلّس نہیں'' کا مختصر رد پیشِ خدمت ہے:

بعض مدلسین کا تذکرہ

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"روى همام عن قتادة عن أبي نضرة عن أبي سعيد رضي الله عنه ....
ولم يذكر قتادة سماعًا من أبي نضرة في هٰذا"
ہمام نے قتادہ عن ابی نضرہ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ایک روایت بیان کی......اور قتادہ نے ابونضرہ سے اس روایت میں اپنے سماع کا تذکرہ نہیں کیا۔

(جزء القراءت ص۳۰ ح ۷۰ باب ھل یقرأ باکثر من فاتحۃ الکتاب خلف الامام)

امیر المومنین اپنی الجامع الصحیح میں قتادہ کی مصرح بالسماع یا "شعبة عن قتادة" والی روایات کو لاتے ہیں۔ (صحیح بخاری ج۱ص۱۱)

ان کی اس عادت کی طرف حافظ ابن حجر نے کئی مقامات پر اشارہ کیا ہے، مثلاً دیکھئے فتح الباری (ج۱ص۱۰۴، ۱۰۵ ح۴۴ باب زیادۃ الایمان ونقصانہ)

قتادہ کی تصریحِ سماع کی ضرورت کیوں ہے؟

قتادہ بن دعامہ البصری

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور ثقہ امام تھے۔

حافظ ابن حبان انھیں اپنی کتاب الثقات میں ذکر کر کے لکھتے ہیں:

"وكان مدلساً" اور آپ مدلس تھے۔ (ج۵ص۳۲۲)

حاکم نے کہا: "قتادة على علو قدره يدلس" (المستدرک ج۱ص۲۳۳)

ذہبی نے کہا: "حافظ ثقة ثبت لكنه مدلس" (میزان الاعتدال ج۳ص۳۸۵ نیز دیکھئے السیر ۵/۲۷۱)

دارقطنی نے بھی قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے۔ (دیکھئے الالزامات والتتبع ص۲۶۳)

ان کے علاوہ درج ذیل علماء نے بھی قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے:

حافظ ابن حجر (طبقات المدلسین ۳/۹۲) علامہ الحلبی (التبیین: ۴۶) ابومحمود المقدسی (القصیدہ: ۲) حافظ العلائی (جامع التحصیل ص۱۰۸) الخزرجی (الخلاصہ للخزرجی ص۳۱۵) ابن الصلاح الشہر زوری (مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص۹۹ نوع ۱۲) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۴۹)

السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس:۴۳) خطیب بغدادی (الکفایۃ ص ۳۶۳) حاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۳) ماردینی (الجوہر النقی ۲/۴۹۸، ۷/۱۲۶) العینی (عمدۃ القاری ۱/۲۶۱) نووی (شرح صحیح مسلم ۱/۲۰۹،۲/۱۷۲) اورابن عبدالبر (التمہید ۳/۳۰۷) رحمهم الله

اس سلسلے میں حافظ ابن حزم نے جمہور کے خلاف جو کچھ لکھا ہے (الاحکام ج ۲ ص ۱۴۱،۱۴۲، توجیہ النظر للجزائری ص ۲۵۱) وہ مردود ہے۔ حافظ ابن حزم کا اپنا یہ مسلک ہے کہ ثقہ مدلس کی عَــنْ والی روایت کو رد اور تصریح سماع والی روایت کو قبول کرتے ہیں جیسا کہ آگے ابوالزبیر کے تذکرہ میں آ رہا ہے۔

یحییٰ بن کثیر العنبر ی کہتے ہیں:

" ناشعبة عن قتادة عن سعيد بن جبير عن ابن عمر أن النبي ﷺ نهٰى عن نبيذالجر ،قال شعبة:فقلت لقتادة :ممن سمعته؟ قال : حدثنيه أيوب السختياني ،قال شعبة:فأتيت أيوب فسألته فقال: حدثنيه أبوبشر،قال شعبة :فأتيت أبا بشر فسألته فقال أنا سمعت سعيد بن جبير عن ابن عمر عن النبي ﷺ أنه نهٰى عن نبيذالجر"

ہمیں شعبہ نے قتادہ سے عن سعید بن جبیر عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے سبز ٹھلیا کی نبیذ سے منع کیا ہے۔شعبہ نے کہا: میں نے قتادہ سے پوچھا: آپ نے اسے کس سے سنا ہے؟ تو انھوں نے کہا: مجھے ایوب سختیانی نے بتایا ہے،شعبہ نے کہا: پس میں ایوب کے پاس آیا اور پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھے ابوبشر نے بتایا ہے،شعبہ نے کہا: میں ابوبشر کے پاس آیا اوران سے پوچھا تو انھوں کہا: میں نے سعید بن جبیر سے سنا ہے، وہ ابن عمر سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ نے سبز ٹھلیا کی نبیذ سے منع فرمایا ہے۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۹ واسنادہ صحیح)

اس حکایت سے صاف معلوم ہوا کہ قتادہ مدلس تھے،انھوں نے سند سے دو راوی گرائے ہیں۔

شعبہ فرماتے ہیں: " كنت أ تفقدفم قتادة فإذا قال :سمعت و حدثنا

تحفظته فإذا قال :حدث فلان تركته "
میں قتادہ کے منہ کو دیکھتا رہتا جب آپ کہتے کہ میں نے سنا ہے یا فلاں نے ہمیں حدیث بیان کی تو میں اسے یاد کر لیتا اور جب کہتے فلاں نے حدیث بیان کی تو میں اسے چھوڑ دیتا تھا۔ (تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۲۹ و اسنادہ صحیح)

یہ قول درج ذیل کتابوں میں بھی باسند موجود ہے:

صحیح ابی عوانہ (ج ۲ ص ۳۸) کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد (ج ۲ ص ۲۲۸ ت ۱۶۴۶) المحدث الفاصل بین الراوی والواعی (ص ۵۲۲، ۵۲۳) التمہید لابن عبدالبر (ج ۱ ص ۳۵) الکفایۃ للخطیب (ص ۳۶۳) تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین (ص ۱۹۲ ت ۷۰۳) بیہقی (معرفۃ السنن والآثار ج ۱ ص ۷ قلمی ومطبوع)

قتادہ کے شاگرد امام شعبہ بن الحجاج نے کہا:

" كفيتكم تدليس ثلاثة :الأعمش وأبي إسحاق وقتادة "
میں آپ کے لئے تین (اشخاص) کی تدلیس کے لئے کافی ہوں۔ اعمش، ابواسحاق اور قتادہ۔ (مسألۃ التسمیۃ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)

اس جیسی بے شمار مثالوں کی بنیاد پر محدثین نے امام قتادہ کو مدلس قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:" ورجاله رجال الصحيح إلا أن قتادة مدلس "
اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں سوائے قتادہ کے، وہ مدلس ہیں۔
(فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰۹)

حافظ سیوطی گواہی دیتے ہیں کہ " قتادة مشهور بالتدليس " (اسماء المدلسین ص ۱۰۲)

قتادہ کو درج ذیل علماء نے مدلس قرار دیا ہے:

(۱) شعبہ (مسئلۃ التسمیۃ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)
(۲) ابن حبان (الثقات ۵/۳۲۲)
(۳) حاکم (المستدرک ۱/۲۳۳)

(۴) ذہبی (میزان الاعتدال ۳۸۵/۱)
(۵) دارقطنی (الالزامات والتتبع ص ۲۶۳)
(۶) حافظ ابن حجر (طبقات المدلسین: ۳/۹۲)
(۷) العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۸)
(۸) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۴۹)
(۹) الحلبی (التبیین لاسماء المدلسین: ۴۶)
(۱۰) السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس: ۵۵)
(۱۱) ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)
(۱۲) الخطیب البغدادی (الکفایہ ص ۳۶۳) وغیرہم۔

حمید الطّویل

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مشہور راوی ہیں۔

امام شعبہ فرماتے ہیں: ''**لم يسمع حميد من أ نس إلا أربعة وعشرين حديثاً و الباقي سمعها (من ثابت) أو ثبته فيها ثابت**''

حمید نے انس (رضی اللہ عنہ) سے صرف چوبیس احادیث سنی ہیں اور باقی ثابت سے سنی ہیں یا ثابت نے انھیں یاد کرائی ہیں۔

(تاریخ یحییٰ بن معین روایۃ الدوری ج ۲ ص ۱۳۵ ت ۴۵۸۲ واسنادہ صحیح)

امام بخاری فرماتے ہیں: ''**وكان حميد الطويل يدلس**'' (العلل الکبیر للترمذی ۱/۳۷۶)

ابن عدی نے الکامل میں ان کے مدلس ہونے کی صراحت کی ہے۔ (ج ۲ ص ۶۸۴)

ابن سعد نے کہا: ''**ثقة كثير الحديث إلا أنه ربما دلس عن أنس بن مالك**''

آپ ثقہ کثیر الحدیث تھے مگر یہ کہ آپ کبھی کبھار انس بن مالک سے تدلیس کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۷ ص ۲۵۲)

حافظ ابن حبان نے لکھا ہے:" **وكان يدلس ، سمع من أنس بن مالك ثمانية عشر حديثاً وسمع الباقي من ثابت فدلس عنه** "
آپ تدلیس کرتے تھے ۔ انس رضی اللہ عنہ سے اٹھارہ احادیث سنیں اور باقی تمام روایات ثابت سے سنیں پھر آپ نے یہ روایات ثابت سے تدلیس کرتے ہوئے بیان کیں ۔ (الثقات ج ۴ ص ۱۴۸)

حافظ ذہبی نے کہا: "**ثقة جليل ، يدلس** " (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۶۱۰)
حافظ ابن حجر فیصلہ کرتے ہیں کہ "**ثقة مدلس**" (تقریب التہذیب ص ۸۴)
اور لکھتے ہیں:" **صاحب أنس ، مشهور كثير التدليس عنه ، حتى قيل : أن معظم حديثه عنه بواسطة ثابت وقتادة** "
(سیدنا) انس رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد ہیں آپ ان سے بہت زیادہ تدلیس کرتے تھے حتیٰ کہ یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی اکثر روایات ان سے ثابت اور قتادہ کے واسطہ سے ہیں ۔ (تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس ص ۱۸۶ المعروف بطبقات المدلسین)
تنبیہ: قتادہ رحمہ اللہ بھی مشہور مدلس تھے جیسا کہ سابقہ صفحات پر گزر چکا ہے ۔

سفیان الثوری

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور زبردست ثقہ امام ہیں، آپ کا مدلس ہونا بہت زیادہ مشہور ہے حتیٰ کہ آپ کے شاگرد بھی آپ کی اس عادت سے واقف تھے ۔ مثلاً : ابو عاصم **كما تقدم**
امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:" **قال يحيى بن سعيد : ما كتبت عن سفيان شيئاً إلا ما قال : حدثني أو حدثنا إلا حديثين ...** "
یحییٰ بن سعید نے کہا : میں نے سفیان سے صرف وہی کچھ لکھا ہے جس میں وہ "**حدثني** "اور "**حدثنا** "کہتے ہیں سوائے دو حدیثوں کے (اور ان دو کو یحییٰ نے بیان کر دیا۔)

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ج ۱ ص ۲۰۷ ت ۱۱۳۰، وسندہ صحیح)

امام علی بن عبداللہ المدینی گواہی دیتے ہیں: ''**والناس يحتاجون في حديث سفيان إلٰى يحيى القطان لحال الإخبار يعني عليّ أن سفيان كان يدلس وأن يحيى القطان كان يو قفه علٰى ما سمع ممالم يسمع**''
لوگ سفیان کی حدیث میں یحییٰ القطان کے محتاج ہیں کیونکہ وہ مصرح بالسماع روایات بیان کرتے تھے۔ علی بن المدینی کا خیال ہے کہ سفیان تدلیس کرتے تھے یحییٰ القطان ان کی معنعن اور مصرح بالسماع روایتیں ہی بیان کرتے تھے۔

(الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۲ واسنادہ صحیح)

اس جیسی متعدد مثالوں کی وجہ سے ائمۂ حدیث نے امام سفیان بن سعید الثوری کو مدلس قرار دیا ہے مثلاً:

(۱) یحییٰ بن سعید القطان (دیکھئے الکفایۃ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)

(۲) البخاری (العلل الکبیر للترمذی ج ۲ ص ۹۶۶، التمہید لابن عبدالبر ج ۱ ص ۱۸)

(۳) یحییٰ بن معین (الکفایۃ ص ۳۶۱ وسندہ صحیح، الجرح والتعدیل ۴/۲۲۵ وسندہ صحیح)

(۴) ابومحمود المقدسی (قصیدۃ فی المدلسین ص ۴۷ الشعر الثانی)

(۵) السبط ابن الحلبی (التبیین لاسماء المدلسین ص ۹ رقم: ۲۵)

(۶) ابن الترکمانی الحنفی (الجوہر النقی ج ۸ ص ۲۶۲)

(۷) الذہبی (میزان الاعتدال ۲/۱۶۹)

(۸) صلاح الدین العلائی (جامع التحصیل ص ۹۹، ۱۰۶)

(۹) ابن حجر (تقریب التہذیب: ۲۴۴۵ وطبقات المدلسین: ۲/۵۱)

(۱۰) ابن رجب (شرح علل الترمذی ج ۱ ص ۳۵۸)

(۱۱) السیوطی (اسماء المدلسین: ۱۸)

(۱۲) ابوعاصم النبیل الضحاک بن مخلد (سنن الدارقطنی ۳/۲۰۱ وسندہ صحیح)

(۱۳) النووی (شرح صحیح مسلم ج ا ص ۳۳)
(۱۴) حافظ ابن حبان (کتاب المجروحین ج ا ص ۹۲، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص ۸۵)
(۱۵) یعقوب بن سفیان الفارسی (کتاب المعرفۃ والتاریخ ج ۲ ص ۶۳۳، ۶۳۷)
(۱۶) ابوحاتم الرازی (علل الحدیث ج ۲ ص ۲۵۴ ح ۲۲۵۵)
(۱۷) الحاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۷)
(۱۸) علی بن المدینی (الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)
(۱۹) ہشیم بن بشیر الواسطی (الکامل لابن عدی ۲۵۹۶/۷ وسندہ صحیح)
(۲۰) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۲۰)
(۲۱) قسطلانی (ارشاد الساری ۲۸۶/۱)
(۲۲) عینی (عمدۃ القاری ۱۱۲/۳)
(۲۳) کرمانی (شرح صحیح البخاری ۶۲/۳ ح ۲۱۳)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ''وكان يدلس في روايته، وربما دلس عن الضعفاء''
آپ اپنی روایت میں تدلیس کرتے تھے اور بسا اوقات ضعیف راویوں سے بھی تدلیس کر جاتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۴۲، نیز دیکھئے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۶۹ والسیر ج ۷ ص ۲۷۴)

حافظ العلائی لکھتے ہیں: ''من يدلس عن أقوام مجهولين لايدرى من هم كسفيان الثوري ...'' إلخ
مثلاً وہ لوگ جو ایسے مجہول لوگوں سے تدلیس کریں جن کا کوئی اتا پتا نہ ہو، جیسے سفیان ثوری (کی تدلیس)......الخ (جامع التحصیل فی احکام المراسیل ص ۹۹)

حافظ ابن حبان البستی فرماتے ہیں:
''وأما المدلسون الذين هم ثقات و عدول، فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري والأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقنين ...''

وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں ہم ان کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابو اسحاق وغیرہم جو کہ زبردست ثقہ امام تھے۔۔۔الخ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۱ ص ۹۰)

بلکہ مزید فرماتے ہیں:

الثقات المدلسون الذين كانوا يدلسون فى الأخبار مثل قتادة ويحيى ابن أبي كثير و الأعمش و أبو إسحاق وابن جريج وابن إسحاق والثوري وهشيم ... فربمادلسوا عن الشيخ بعد سماعهم عنه عن أقوام ضعفاء لايجوز الإحتجاج بأخبارهم ، فما لم يقل المدلس وإن كان ثقة :حدثني أوسمعت، فلا يجوز الإحتجاج بخبره "

وہ ثقہ مدلس راوی جو اپنی احادیث میں تدلیس کرتے تھے مثلاً قتادہ، یحییٰ بن ابی کثیر، اعمش، ابو اسحاق، ابن جریج، ابن اسحاق، ثوری اور ہشیم، بعض اوقات آپ اپنے اس شیخ سے جس سے سنا تھا وہ روایت بطور تدلیس بیان کردیتے جنھیں انھوں نے ضعیف نا قابل حجت لوگوں سے سنا تھا۔ تو جب تک مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو یہ نہ کہے ''**حدثني**'' یا ''**سمعت**'' اس نے مجھے حدیث بیان کی یا میں نے سنا تو اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے۔ (المجروحین ج ۱ ص ۹۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام سفیان ثوری کا مدلس ہونا ثابت شدہ حقیقت ہے۔ نیز دیکھئے الکامل لابن عدی (ج ۱ ص ۲۲۴ ترجمہ ابراہیم بن ابی یحییٰ الاسلمی) التمہید (ج ۱ ص ۱۸)

سلیمان الاعمش

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ محدث ہیں۔

الاعمش "**عن أبي صالح عن أبي هريرة** " کی سند کے ساتھ نبی ﷺ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

''الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن '' إلخ امام ضامن اورمؤذن امین ہے۔

یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں اسی سند کے ساتھ موجود ہے:

سنن الترمذی (ح ۲۰۷) الام للشافعی (ج ۱ص ۱۵۹) شرح السنۃ للبغوی (ج ۲ص ۲۷۹) مسند احمد (ج ۲ ص ۴۲۴، ۴۶۱، ۴۷۲، ۴۸۴) مصنف عبد الرزاق (ح ۱۸۳۸) مسند طیالسی (ح ۲۴۰۴) اخبار اصبہان لابی نعیم (ج ۲ص ۲۳۲) صحیح ابن خزیمہ (ج ۳ص ۱۵) مسند الحمیدی (نسخۂ ظاہریہ بتحقیق ص ۶۹۲ ح ۱۰۰۵) مشکل الآثار للطحاوی (ج ۳ص ۵۲، ۵۶) المعجم الصغیر للطبرانی (ج ۱ص ۱۰۷ ج ۲ ص ۱۳) تاریخ بغداد للخطیب (ج ۳ص ۲۴۲، ج ۴ص ۳۸۷، ج ۱ص ۳۰۶) حلیۃ الاولیاء (ج ۸ص ۱۱۸) السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۱ص ۴۳۰) العلل المتناہیۃ لابن الجوزی (ج ۱ص ۴۳۶)

اس روایت کی کسی ایک صحیح سند میں بھی الاعمش کی ابوصالح سے تصریحِ سماع ثابت نہیں ہے۔

مروی ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں:'' لم یسمع الأعمش هٰذا الحدیث من أبي صالح ''

اعمش نے یہ حدیث ابوصالح سے نہیں سنی۔

(تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ص ۲۳۶ ت ۲۴۳۰، وسندہ ضعیف، ابن معین لم یدرک سفیان الثوری)

ابن الجوزی لکھتے ہیں:

''هٰذا حدیث لایصح ، قال أحمد بن حنبل :لیس لهٰذا الحدیث أصل ، لیس یقول فیه أحد عن الأعمش أنه قال :ناأبو صالح والأعمش یحدث عن ضعاف...''

یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔احمد بن حنبل نے کہا :اس حدیث کی اصل نہیں ہے۔اس میں کوئی (ثقہ غیر مدلس) اعمش سے یہ نہیں کہتا کہ'' حدثنا أبو صالح ''اور اعمش ضعیف راویوں سے حدیث بیان کرتے تھے۔(العلل المتناہیۃ ج ۱ص ۴۳۷)

یہاں بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ مشکل الآثار للطحاوی کی ایک روایت میں ہے:

''هشیم عن الأعمش قال:ثنا أبو صالح... ''إلخ (ج ۳ص ۵۲)

لیکن یہ روایت ضعیف ہے:

ہشیم مدلس ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

یہی روایت سنن ابی داود (ح ۵۱۷) مسند احمد (ج ۲ ص ۲۲۳) سنن بیہقی (ج ۱ ص ۴۳۰) اورالتاریخ الکبیر للبخاری (ج ۱ ص ۷۸) میں ''**عن محمد بن فضیل عن الأعمش عن رجل عن أبي صالح** '' کی سند کے ساتھ موجود ہے۔

ابوداود کی ایک روایت میں ہے:''**عن ابن نمیر عن الأعمش قال :نبئت عن أبي صالح و لاأرى إلا قد سمعته منه...**''

اعمش سے روایت ہے کہ مجھے ابوصالح سے یہ خبر پہنچی ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ میں نے اسے ان سے خود سنا ہے۔ ! (ح ۵۱۸)

طحاوی (ج ۲ ص ۵۳) کی ایک روایت میں ہے:

''**عن شجاع بن الولید عن الأعمش قال :حدثت عن أبي هريرة** ''

اعمش سے روایت ہے کہ مجھے یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی گئی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

''**رواه أسباط بن محمد عن الأعمش قال :حدثت عن أبي صالح** '' **إلخ**

اسباط نے اعمش سے روایت کیا کہ مجھے یہ خبر ابوصالح سے پہنچی ہے۔(ح ۲۰۷)

اس پر تفصیلی بحث راقم الحروف نے مسند الحمیدی کی تخریج میں کی ہے تاہم اس بحث کا خلاصہ یہی ہے کہ اعمش نے ابوصالح سے یہ حدیث قطعاً نہیں سنی ، یہ علیحدہ بات ہے کہ حدیث ''**الإمام ضامن** ''دوسری سندوں کی وجہ سے حسن ہے۔

امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں:

''**کتبت عن الأعمش أحادیث عن مجاهد کلها ملزقة لم یسمعها** ''

میں نے اعمش سے ''**عن مجاهد** ''احادیث لکھیں، یہ تمام روایات مجاہد کی طرف منسوب ہیں، اعمش نے انھیں نہیں سنا۔(تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۲۴۱ واسنادہ صحیح)

امام یحییٰ القطان کے بیان کی تصدیق امام ابوحاتم رازی کے بیان سے بھی ہوتی ہے:

" أن الأعمش قليل السماع من مجاهد وعامة مايروي عن مجاهد مدلّس" اعمش کا مجاہد سے سماع بہت تھوڑا ہے اور آپ کی مجاہد سے عام مرویات تدلیس شدہ ہیں۔ (علل الحدیث ج ۲ ص ۲۱۰ ح ۲۱۱۹)

ایک روایت "الثوري عن الأعمش عن إبراهيم التيمي عن أبيه عن أبي ذر" پیش کرنے کے بعد امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں: "هذا حديث باطل ، يروون أن الأعمش أخذه من حكيم بن جبير عن إبراهيم عن أبيه عن أبي ذر"

یہ حدیث باطل ہے، ان (محدثین) کا خیال ہے کہ اسے اعمش نے حکیم بن جبیر "عن إبراهيم عن أبيه عن أبي ذر" سے لیا ہے۔ (علل الحدیث ج ۲ ص ۴۰۶ ح ۲۷۲۴)

اس قسم کی ایک مثال معرفۃ علوم الحدیث للحاکم (ص ۱۰۵) میں بھی ہے مگر وہ سند اسماعیل بن محمد الشعرانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

خطیب نے صحیح سند کے ساتھ (محمد بن عبداللہ) بن عمار (الموصلی) سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابومعاویہ نے اعمش کو " هشام عن سعيد العلاف عن مجاهد " ایک روایت سنائی۔ جس کو سننے کے بعد اعمش نے "عن مجاهد" روایت کر دیا۔ اور بعد میں اعتراف کیا کہ میں نے اسے ابومعاویہ سے سنا ہے۔

(الکفایہ ص ۳۵۹ وسندہ صحیح)

ابوسعید عثمان بن سعید الدارمی کا خیال ہے کہ اعمش تدلیس التسویہ بھی کرتے تھے یعنی ضعیف (وغیرہ) راویوں کو سند کے درمیان سے گرا دیتے تھے۔ (تاریخ عثمان بن سعید الدارمی: ۹۵۲)

حافظ ابن عبدالبر الاندلسی فرماتے ہیں:

"وقالوا : لا يقبل تدليس الأعمش ، لأنه إذا وقف أحال على غير مليئ يعنون على غير ثقة ، إذا سألته عمن هذا؟ قال : عن موسى بن طريف و عباية بن ربعي والحسن بن ذكوان"

اور انھوں (محدثین) نے کہا: اعمش کی تدلیس غیر مقبول ہے کیونکہ انھیں جب

(معنعن روایت میں) پوچھا جاتا تو غیر ثقہ کا حوالہ دیتے تھے۔آپ پوچھتے یہ روایت کس سے ہے؟ تو کہتے موسیٰ بن طریف سے،عبایہ بن ربعی سے اور حسن بن ذکوان سے۔(التمہید ج ۱ص ۳۰ شرح علل الترمذی لابن رجب ج ۱ص ۳۱۹ جامع التحصیل ص ۸۰، ۸۱، ۱۰۱)

ان جیسے بے شمار دلائل کی وجہ سے درج ذیل ائمۂ مسلمین نے امام اعمش کو مدلس قرار دیا ہے:

(۱) شعبہ بن الحجاج (مسئلۃ التسمیۃ لمحمد بن طاہر ص ۴۷ وسندہ صحیح)

(۲) دارقطنی (العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ ۹۵/۱۰ مسئلہ: ۱۸۸۸)

(۳) ابوحاتم رازی (علل الحدیث ج ۱ص ۱۴ ح ۹)

(۴) ابن خزیمہ (کتاب التوحید واثبات صفات الرب ص ۳۸)

(۵) الذہبی فرماتے ہیں: ''**وھو یدلس وربما دلس عن ضعیف ولا یدری بہٖ**''

(میزان الاعتدال ج ۲ص ۲۲۴)

(۶) العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۱، ۱۰۲)

(۷) ابن حجر (تلخیص الحبیر ج ۳ص ۱۹)

(۸) السیوطی (اسماء المدلسین: ۲۱)

(۹) ابن عبدالبر (التمہید ج ۱۰ص ۲۲۸)

(۱۰) یعقوب بن سفیان الفارسی (المعرفۃ والتاریخ ج ۲ص ۶۳۳)

(۱۱) ابن حبان (کتاب المجروحین ج ۱ص ۹۲)

(۱۲) برہان الدین ابن العجمی (التبیین لاسماء المدلسین ص ۱۰ دوسرا نسخہ ص ۳۱)

(۱۳) ابومحمود المقدسی (قصیدۃ فی المدلسین ص ۳۳)

(۱۴) ابن الصلاح (علوم الحدیث ص ۹۹)

(۱۵) ابن کثیر (اختصار علوم الحدیث ص ۴۵)

(۱۶) العراقی (الفیۃ ج ۱ص ۱۷۹)

(۱۷) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۲۵)

(۱۸) نووی (شرح صحیح مسلم ۱؍۲۷ تحت ح ۱۰۹) وغیرہم

تاریخ یعقوب بن سفیان الفارسی میں روایت ہے:

عن الأعمش عن شقیق قال : کنا مع حذیفة جلوسًا...... إلخ

(ج ۲ ص ۷۷۱)

اس روایت میں صاحب سر النبی ﷺ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو منافق قرار دیا ہے ۔ یہ کوئی غصے کی بات نہیں ہے ۔ سیدنا حذیفہ کا منافقین کو پہچاننا عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے اور اس پہچان کی بنیاد حدیثِ رسول ہے لہٰذا اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو مرفوع حکماً ہوتی ، مگر اعمش کے عنعنہ کی وجہ سے یہ روایت مردود ہے ۔

اسی طرح مستدرک الحاکم (ج ۴ ص ۱۳) میں ''**الأعمش عن أبي وائل عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها......**'' إلخ

اس روایت میں ام المومنین مشہور صحابی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تکذیب فرماتی ہیں ۔ جو نا قابل تسلیم ہے لہٰذا حاکم اور ذہبی کا اسے صحیح قرار دینا غلط ہے جبکہ اعمش کے سماع کی تصریح بھی نہیں ہے ۔ خود حافظ ذہبی ایک روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''**إسناده ثقات لکن الأعمش مدلس** ''إلخ

اس کے راوی ثقہ ہیں مگر اعمش مدلس ہیں...... الخ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۳۶۲)

حافظ ابن حجر ایک روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''**لأنه لایلزم من کون رجاله ثقات أن یکون صحیحاً ، لأن الأعمش مدلس ولم یذکر سماعه من عطاء ...**''

کیونکہ کسی سند کے راویوں کا ثقہ ہونا صحیح ہونے کو لازم نہیں ہے ، چونکہ اعمش مدلس ہے اور اس نے عطاء سے اپنا سماع (اس حدیث میں) ذکر نہیں کیا ہے ۔

(التلخیص الحبیر ج ۳ ص ۱۹ ، السلسلة الصحیحة للشیخ الالبانی ج ۱ ص ۱۶۵)

نیز دیکھئے التمہید (ج ۱ ص ۳۲ ، ۳۳)

محمد بن اسحاق بن یسار

آپ سنن وغیرہ کے راوی اور جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

(دیکھئے عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۷۰)

متعدد ائمۂ حدیث نے محمد بن اسحاق کو مدلس قرار دیا ہے۔ مثلاً:

(۱) احمد بن حنبل (سؤالات المروزی: ۱، جمع ابی عوانہ الاسفرائنی ص ۳۸ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۱/ ۲۳۰ وسندہ صحیح)

(۲) الذہبی (فی ارجوزتہ)

(۳) ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)

(۴) ابن حجر (التقریب: ۵۷۲۵)

(۵) الہیثمی (مجمع الزوائد ۳/ ۲۶۲، ۶/ ۲۸۶)

(۶) السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس: ۴۴)

(۷) ابن العجمی (التبیین ص ۴۷)

(۸) ابن خزیمہ (ج ۱ ص ۷۱ ح ۱۳۷)

(۹) ابن حبان (المجروحین ۱/ ۹۲)

(۱۰) العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۹)

(۱۱) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۵۱) وغیرہم

میرے علم کے مطابق کسی نے بھی محمد بن اسحاق کی تدلیس کا انکار نہیں کیا، گویا اس کی تدلیس بالاجماع ثابت شدہ ہے۔

ابواسحاق السبیعی

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے مرکزی راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

مغیرہ (بن مقسم الضبی) کہتے ہیں: ''أهلك أهل الكوفة أبو إسحاق و أعيمشكم

ھذا " کوفہ والوں کو ابواسحاق اور تمھارے اعمش نے ہلاک کر دیا ہے۔

(احوال الرجال للجوزجانی ص ۸۱ وسندہ صحیح)

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: " **يعني للتدليس** " یعنی تدلیس کی وجہ سے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۹، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۴)

آپ کی تدلیس کا ذکر سابقہ صفحات پر بھی گزر چکا ہے۔

ابواسحاق نے ایک دفعہ "**عن أبي عبد الرحمٰن السلمي عن علي**" کی سند سے ایک حدیث بیان کی تو کہا گیا کہ کیا آپ نے یہ حدیث ابوعبدالرحمٰن سے سنی ہے؟ تو ابواسحاق نے کہا: " **ما أدري سمعته (منه) أم لا و لكن حدثنيه عطاء بن السائب عن أبي عبد الرحمٰن** " مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں نے ان سے سنی ہے یا نہیں، لیکن مجھے عطاء بن السائب نے یہ حدیث ابوعبدالرحمٰن سے سنائی ہے۔

(تقدمۃ الجرح والتعدیل ص ۱۶۷ واسنادہ صحیح، نیز دیکھئے تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۹ بحوالہ العلل لابن المدینی)

اس قسم کی متعدد مثالوں کی وجہ سے علمائے کرام نے ابواسحاق کو مدلس قرار دیا ہے مثلاً:

(۱) شعبہ (مسئلۃ التسمیہ ص ۴۷ وسندہ صحیح)

(۲) ابن حبان (کتاب المجروحین ۱/۹۲، صحیح ابن حبان ۱/۶۱)

(۳) ابن العجمی الحلبی (التبیین ص ۴۴)

(۴) ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)

(۵) الحاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۵)

(۶) الذہبی (فی ارجوزتہ)

(۷) العسقلانی (طبقات المدلسین: ۳/۹۱)

(۸) ابن خزیمہ (ج ۲ ص ۱۵۲ ح ۱۰۹۶)

(۹) العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۸)

(۱۰) السیوطی (اسماء المدلسین: ۴۱)

(۱۱)ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۴۷) وغیرہم

ہشیم بن بشیر الواسطی

آپ صحیحین اور سنن اربعہ کے راوی اور ثقہ محدث ہیں۔

امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں:

"قلت لهشيم :مالك تدلس وقد سمعت ؟ قال :كان كبيران يدلسان وذكر الأعمش و الثوري ..." إلخ

میں نے ہشیم سے کہا: آپ کیوں تدلیس کرتے ہیں حالانکہ آپ نے (بہت کچھ) سنا بھی ہے، تو انھوں نے کہا: دو بڑے (بھی) تدلیس کرتے تھے یعنی اعمش اور (سفیان) ثوری۔

(العلل الکبیر للترمذی ج ۲ ص ۹۶۶ واسنادہ صحیح، التمہید ج ۱ ص ۳۵)

ہشیم بن بشیر کے بارے میں خطیب نے بتایا ہے کہ وہ جابر الجعفی (سخت ضعیف) سے بھی تدلیس کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۸۶، ۸۷)

فضل بن موسیٰ فرماتے ہیں :" **قيل لهشيم :مايحملك علٰى هذا ؟ يعنى التدليس ، قال :أنه أشهى شئ** "

میں نے ہشیم سے پوچھا کہ کس چیز نے آپ کو تدلیس پر آمادہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: یہ بہت مزیدار چیز ہے۔ (الکفایۃ للخطیب ص ۳۶۱ واسنادہ صحیح)

اس قسم کی متعدد مثالوں کی بنیاد پر اہل الحدیث کے بڑے بڑے اماموں اور علماء نے ہشیم کو مدلس قرار دیا مثلاً:

(۱) یحییٰ بن معین (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۴۸۸۱)

(۲) ابن عدی (الکامل ج ۷ ص ۲۵۹۸)

(۳) خطیب بغدادی (تاریخ بغداد ۱۴/ ۸۶)

(۴) العجلی (کتاب الثقات: ۱۹۱۲، دوسرا نسخہ ۱۷۴۵)

(۵)ابن سعد (الطبقات الکبریٰ ج ۷ص ۳۱۳، ۳۲۵)
(۶)الخلیلی (الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث ۱/۱۹۶)
(۷)ابن حبان (الثقات ج ۷ص ۵۸۷)
(۸)احمد بن حنبل (العلل ۱/۹۲ فقرہ: ۳۵۳، ۱/۱۳۳فقرہ: ۶۳۰)
(۹)النسائی (سنن نسائی ج ۸ص ۳۲۱ ح ۵۶۶۸)
(۱۰)الذہبی (میزان الاعتدال ۴/۳۰۷)
(۱۱)السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس: ۶۱)
(۱۲)بخاری (التاریخ الصغیر ۲/۲۱۱)
(۱۳)ابن المبارک (العلل الکبیر للترمذی ۲/۹۶۶ وسندہ صحیح)
(۱۴)ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ: ۲)
(۱۵)ابن حجر العسقلانی (طبقات المدلسین: ۳/۱۱۱، التقریب: ۷۳۱۲)
(۱۶)العلائی (جامع التحصیل ص ۱۱۱)
(۱۷)الحاکم (معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۵)
(۱۸)ابن العجمی (التبیین: ۸۲)

محدثین میں ہشیم کی تدلیس کا انکار کرنے والا ایک بھی نہیں ہے۔ **فیما أعلم**

ابوالزبیر مکی

آپ صحیح مسلم اور سنن وغیرہ کے ثقہ راوی ہیں۔

سعید بن ابی مریم امام لیث بن سعد سے روایت کرتے ہیں:

'' قدمت مكة فجئت أبا الزبير فرفع إلي كتابين وانقلبت بهما ، ثم قلت في نفسي :لو عاودته فسألته:أسمع هٰذا كله من جابر ؟ فقال : منه ماسمعت ومنه ماحدثناه عنه ، فقلت:أعلم لي علٰی ما سمعت ،

فأعلم لي علٰى هٰذا الذي عند ي ''

میں مکہ آیا تو ابوالزبیر کے پاس گیا۔ انھوں نے مجھے دو کتابیں دیں جنھیں لے کر میں چلا۔ پھر میں نے اپنے دل میں کہا: اگر میں واپس جا کر ان سے پوچھ لوں کہ کیا آپ نے یہ ساری احادیث جابر سے سنی ہیں (تو کیا ہی اچھا ہو؟) [میں واپس گیا اور پوچھا] تو انھوں نے کہا: ان میں سے بعض میں نے سنی ہیں اور بعض ہم تک بذریعۂ تحدیث پہنچی ہیں، میں نے کہا: آپ نے جو سنی ہیں وہ مجھے بتا دیں، تو انھوں نے اپنی مسموع روایات بتا دیں، اور یہ میرے پاس وہی ہیں۔

(الضعفاء للعقیلی ج ۴ ص ۱۳۳، واللفظ لہ وسندہ صحیح، تہذیب الکمال للمزی مصور ج ۳ ص ۱۲۶۸، ومطبوع ۲۱۵/۱۷، سیر اعلام النبلاء ج ۵ ص ۳۸۲ تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹۲)

حاکم کے علاوہ تمام محدثین نے ابوالزبیر کو مدلس قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین میں حاکم کے وہم کی تردید کر دی ہے۔ لیث بن سعد کی ابوالزبیر سے روایت مصرح بالسماع سمجھی جاتی ہے۔ اب ان محدثین میں سے بعض کے نام درج کئے جاتے ہیں جو کہ ابوالزبیر کو مدلس قرار دیتے ہیں۔

(۱) ابوزرعہ ابن العراقی (کتاب المدلسین: ۵۹)

(۲) ابن حزم اندلسی (المحلیٰ ج ۷ ص ۴۱۹، ۳۶۴، الاحکام ج ۶ ص ۱۳۵)

(۳) الذہبی (الکاشف ۸۴/۳)

(۴) ابومحمود المقدسی (فی قصیدتہ)

(۵) ابن العجمی الحلبی (التبیین ص ۵۴)

(۶) ابن حجر (التقریب: ۶۲۹۱)

(۷) السیوطی (اسماء من عرف بالتدلیس: ۵۳)

(۸) العلائی (جامع التحصیل ص ۱۰۱)

(۹) الخزرجی (الخلاصۃ ص ۳۶۰)

(۱۰)ابن ناصر الدین		(شذرات الذہب ج ۷ص ۱۷۵)

(۱۱)ابن الترکمانی		(الجوہر النقی ج ۷ص ۲۳۷)

(۱۲)ابن القطان		(نصب الرایۃ ج۲ص ۲۷۷،اشار الیہ) وغیرہم

ان ائمۂ مسلمین کے علاوہ بھی بہت سے ثقہ راویوں کا مدلس ہونا ثابت ہے، تفصیل کے لئے کتبِ مدلسین اور کتب اصول الحدیث کی طرف مراجعت فرمائیں۔

محدثینِ کرام تدلیس کیوں کرتے تھے۔؟

اگر کوئی شخص یہ پوچھے کہ محدثینِ کرام کیوں تدلیس کرتے تھے؟ تو عرض ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں مثلاً:

① تا کہ سند عالی اور مختصر ترین ہو۔

② جس راوی کو حذف کیا گیا ہے وہ تدلیس کرنے والے کے نزدیک ثقہ وصدوق یا غیر مجروح ہے۔

③ جس راوی کو سند سے گرایا گیا ہے وہ تدلیس کرنے والے سے کم تر درجے کا ہو۔

④ شاگردوں کا امتحان مقصود ہو۔

⑤ تدلیس کرنے والا اس عمل کو معمولی اور جائز سمجھتا ہو۔

⑥ یہ ظاہر ہو کہ تدلیس کرنے والے کے بہت سے استاد ہیں۔

⑦ جس طرح عام لوگ ایک بات سن کر بلا تحقیق و بلا سند اسے بیان کر دیتے ہیں، اسی طرح کا یہ عمل ہو۔

⑧ اسے بطورِ توریہ اختیار کیا جائے۔

⑨ راوی سے بعض اوقات عدمِ احتیاط اور سہو کی وجہ سے اس کے استاد کا نام رہ جائے۔

⑩ مجروح راوی کو گرایا جائے اور یہ شدید ترین تدلیس ہے۔

ان کے علاوہ دیگر وجوہات بھی ہوسکتی ہیں جنھیں تتبع سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

خاتمۂ بحث

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بات پر ائمۂ اہل الحدیث کا اجماع ہے کہ فن تدلیس ایک '' حقیقت والا''فن ہے اور ثقہ راویوں نے تدلیس کی ہے جس کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوئی بلکہ وہ زبردست صادق اور ثقہ امام تھے ۔ تاہم ان کی غیر مصرح بالسماع روایات صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں ساقط الاعتبار ہیں۔

تدلیس اور فن تدلیس کو'' بے حقیقت فن'' قرار دینا صرف مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا نرالا مذہب ہے۔ (دیکھئے اصول حدیث ص ۱۵)

یہ شخص اپنے خارجی بھائیوں کی طرح گناہ کبیرہ کے مرتکب کو جماعت المسلمین سے خارج سمجھتا ہے۔ (دیکھئے اصول حدیث ص ۱۳)

یعنی ایسا شخص اس کے نزدیک کافر ہے جو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوارج اور ان کے گمراہ کن عقائد سے بچائے ۔ آمین

تدلیس اور اس کا حکم

تدلیس کے بارے میں علماء کے متعدد مسالک ہیں:

(۱) تدلیس انتہائی بری چیز ہے۔ امام شعبہ نے کہا: " لأن أزني أحب إلي من أن أدلّس "میرے نزدیک تدلیس کرنے سے زنا کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(الجرح والتعدیل ۱/۱۷۳، وسندہ صحیح)

یعنی تدلیس زنا سے بڑا جرم ہے۔

اسی طرح ایک جماعت ، مثلاً ابو اسامہ اور جریر بن حازم وغیرہما سے تدلیس کی سخت مذمت مروی ہے۔ (الکفایہ ص ۳۵۶، بأسانید صحیحۃ)

اس لئے بعض علماء کا یہ مسلک تھا کہ مدلس مجروح ہوتا ہے لہٰذا اس کی ہر روایت مردود ہے چاہے مصرح بالسماع ہی کیوں نہ ہو۔ (جامع التحصیل ص ۹۸)

لیکن جمہور علمائے مسلمین نے یہ مسلک رد کر دیا ہے۔ دیکھئے النکت علی ابن الصلاح (ج۲ص۶۳۳ لابن حجر) ابن الصلاح فرماتے ہیں: ''**وھذا من شعبة إفراط محمول علی المبالغة فی الزجر منه والتنفیر**'' شعبہ کا یہ افراط، نفرت اور مخالفت کے مبالغہ پر محمول ہے۔ (مقدمہ ابن الصلاح مع شرح العراقی ص ۹۸)

خود امام شعبہ مدلسین کی مصرح بالسماع روایات کو مانتے تھے۔ دیکھئے یہی مضمون ص۱۲/۳۳ وغیرہ چونکہ متعدد ثقہ علماء مثلاً قتادہ، ابو اسحاق، الاعمش، الثوری اور ابو الزبیر وغیرہم سے بالتواتر تدلیس ثابت ہے (کما مر) لہٰذا ان کو مجروح قرار دے کر ان کی احادیث کو رد کرنے سے صحیحین اور صحیح حدیث کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے۔ پھر زنادقہ، باطنیہ اور ملاحدہ وغیرہم کے لئے تمام راستے کھلے ہیں، وہ قرآن مجید میں جو چاہیں تاویل وتحریف کریں۔ دین بازیچۂ شیاطین بن جائے گا۔ معاذ اللہ، لہٰذا یہ مسلک سرے سے ہی مردود ہے۔

(۲) تدلیس اچھی چیز اور جائز ہے۔ یہ ہشیم کا مسلک ہے۔

یہ مسلک بھی مردود ہے۔

(۳) تدلیس کرنے والا ''غش'' کا مرتکب ہے اور پوری امت کو دھوکا دیتا ہے۔ لہٰذا وہ حدیث: ((**من غشنا فلیس منا**)) (صحیح مسلم) کی رو سے جماعت المسلمین سے خارج ہو جاتا ہے۔ (اصول حدیث ص۱۳)

یہ مذہب مسعود احمد بی ایس سی خارجی کا ہے، جو قطعاً مردود ہے۔

دھوکا دینا اگرچہ سخت گناہ ہے مگر دھوکا دینے والے کو کافر قرار دینا اور جماعت المسلمین سے خارج کر دینا انتہائی غلط ہے۔

مسلمانوں کو گناہ کی وجہ سے کافر قرار دینا خارجیوں کا شعار ہے۔

(دیکھئے شرح عقیدۂ طحاویہ بتحقیق احمد شاکر ص۲۶۸، بتحقیق الالبانی ص۳۵۶، الغنیۃ للشیخ عبدالقادر جیلانی ج۱ص۸۵، الفصل فی الملل والاہواء والنحل لابن حزم ج۳ص۲۲۹)

اہل السنۃ کا یہ مسلک ہے کہ ہر مرتکب کبیرہ مثلاً شرابی، زانی، غاش اور چور وغیرہ کافر

نہیں ہوتا، فاسق اور گنہگار رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی دلائل کے لئے اہل السنۃ کی کتبِ عقائد کی طرف مراجعت فرمائیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک شرابی پر لعنت بھیجنے سے منع فرمایا اور کہا: ''فو الله ماعلمت (إلا) أنه يحب الله ورسوله'' پس اللہ کی قسم، مجھے اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح البخاری: ۶۷۸۰)

(۴) جو شخص صرف ثقہ سے تدلیس کرے اس کا عنعنہ بھی مقبول ہے۔

اس سلسلہ میں صرف ایک مثال سفیان بن عیینہ کی ہے۔

حافظ ابن حبان لکھتے ہیں: ''وهٰذا ليس في الدنيا إلالسفيان بن عيينة وحده ، فإنه كان يدلس ، ولا يدلس إلا عن ثقة متقن ...''

اس کی مثال صرف سفیان بن عیینہ ہی اکیلے ہیں۔ کیونکہ آپ تدلیس کرتے تھے مگر ثقہ متقن کے علاوہ کسی دوسرے سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص ۹۰)

امام دارقطنی وغیرہ کا بھی یہی خیال ہے۔ (سوالات الحاکم للدارقطنی ص ۱۷۵)

سفیان کے اساتذہ میں محمد بن عجلان، الاعمش اور سفیان ثوری وغیرہم ہیں، اور یہ سب تدلیس کرتے تھے لہٰذا ایک محقق، امام سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کو کس طرح آنکھیں بند کر کے قبول کر سکتا ہے؟

قارئین کی دلچسپی کے لئے سفیان کی ایک ''عــن'' والی روایت پیشِ خدمت ہے جو کہ انتہائی ''منکر'' ہے۔

''سفيان بن عيينة عن جامع بن أبي راشد عن أبي وائل قال قال حذيفة'' کی سند کے ساتھ ایک حدیث میں آیا ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا إعتكاف إلا في المساجد الثلاثة ...)) إلخ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا اعتکاف (جائز) نہیں ہے......الخ

(مشکل الآثار للطحاوی ج ۴ ص ۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۱۶، سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۸۱ سنن سعید

بن منصور بحوالہ المحلی ج ۵ ص ۱۹۵، معجم الاسماعیلی بحوالہ الانصاف ص ۳۷)

ذہبی فرماتے ہیں :"**صحيح غريب عال** "

"**الإنصاف في أحكام الإعتكاف**" کے مصنف علی حسن عبدالحمید الحلبی الاثری لکھتے ہیں:

"**وإسناده على شرط البخاري** "اس کی سند بخاری کی شرط پر ہے۔ (الانصاف ص ۳۱)

تو عرض ہے کہ جب سفیان مدلس ہے تو اس کی معنعن روایت کس طرح صحیح ہوسکتی ہے اور وہ بھی امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کی شرط پر؟ اس بات سے کون سی دلیل مانع ہے کہ ابن عیینہ نے ابوبکر الہذلی جیسے متروک یا ابن جریج جیسے ثقہ مدلس سے یہ روایت سن کر جامع بن ابی راشد کی طرف بدون تصریح سماع منسوب کردی ہو؟ لہٰذا حلبی اثری صاحب کا اس حدیث کے دفاع میں اوراق سیاہ کرنا چنداں مفید نہیں ہے وہ سفیان کا اس روایت میں سماع ثابت کردیں پھر سرِ تسلیم خم ہے۔ جب حدیث ہی صحیح نہیں تو پھر " غریب "اور عالی ہونا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

(۵) جو شخص کسی ضعیف یا مجہول وغیرہ سے تدلیس کرے (مثلاً سفیان ثوری اور سلیمان الاعمش وغیرہما) تو اس کی معنعن روایت مردود ہے۔

ابوبکر الصیرفی الدلائل میں کہتے ہیں:" **كل من ظهر تدليسه عن غير الثقات لم يقبل خبره حتى يقول حدثني أو سمعت**"

ہر وہ شخص جس کی غیر ثقہ سے تدلیس ظاہر ہو اس کی صرف وہی خبر قبول کی جائے گی جس میں وہ **حدثني** یا **سمعت** کہے۔

(شرح الفیۃ العراقی بالتبصرۃ والتذکرۃ ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۴)

یہی مسلک بزار وغیرہ کا بھی ہے۔ سفیان بن عیینہ کے استثنا کے علاوہ تمام مدلسین اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں اور سفیان کے بارے میں بھی مفصل تحقیق نے ثابت کردیا ہے کہ وہ بھی اسی طبقہ سے ہیں لہٰذا ان کا عنعنہ بھی مردود ہے۔

(۶) جس شخص کی تدلیس زیادہ ہوگی اس کی معنعن روایت ضعیف ہوگی ورنہ نہیں، یہ مسلک

امام ابن المدینی (وغیرہ) کا ہے۔(دیکھئے الکفایہ ص ۳۶۲ وسندہ صحیح)
عرض ہے کہ اگر کسی شخص کا مدلس ہونا ثابت ہو جائے تو وہ کون سی دلیل ہے جس کی رو سے اس کی معنعن روایت (جس کا شاہد یا متابع نہیں ہے) صحیح تسلیم کر لی جائے؟ لہٰذا یہ مسلک غلط ہے۔

(۷) جو شخص ساری زندگی میں صرف ایک ہی مرتبہ تدلیس کرے اور یہ ثابت ہو جائے تو اس کی ہر معنعن روایت (جس کا شاہد یا متابع نہیں ہے) ضعیف ہوگی۔
امام محمد بن ادریس الشافعی فرماتے ہیں:

''ومن عرفناه دلس مرة فقد أبان لنا عورته في روايته وليست تلك العورة بكذب فنردّ بها حديثه ولا النصيحة فى الصدق فنقبل منه ماقبلنا من أهل النصيحة فى الصدق فقلنا :لا نقبل من مدلس حديثاً حتى يقول فيه حدثني أو سمعت ''

جس شخص کے بارے میں ہمیں علم ہو جائے کہ اس نے صرف ایک ہی دفعہ تدلیس کی ہے تو اس کا باطن اس کی روایت پر ظاہر ہو گیا اور یہ اظہار جھوٹ نہیں ہے کہ ہم اس کی ہر حدیث رد کر دیں اور نہ خیر خواہی ہے کہ ہم اس کی ہر روایت قبول کر لیں جس طرح سچے خیر خواہوں (غیر مدلسوں) کی روایت ہم مانتے ہیں۔ پس ہم نے کہا: ہم مدلس کی کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہیں کریں گے جب تک وہ **حدثني** یا **سمعت** نہ کہے۔(الرسالہ ص ۵۳ ط امیریہ ۱۳۲۱ھ وبتحقیق احمد شاکر ص ۳۸۹، ۳۸۰)
میری تحقیق کے مطابق یہ مسلک سب سے زیادہ راجح ہے۔

صحیحین اور مدلسین

صحیحین میں متعدد مدلسین کی روایات اصول وشواہد میں موجود ہیں۔ ابو محمد عبدالکریم الحلبی اپنی کتاب ''القدح المعلیٰ'' میں فرماتے ہیں:

" قال أكثر العلماء أن المعنعنات التي فى الصحيحين منزلة بمنزلة السماع"اکثر علماء کہتے ہیں کہ صحیحین کی معنعن روایات سماع کے قائم مقام ہیں۔
(التبصرة والتذكرة للعراقی ج۱ص۱۸۶)

نووی لکھتے ہیں:"وما كان فى الصحيحين وشبههما عن المدلسين بعن محمولة علىٰ ثبوت السماع من جهة أخرىٰ"
جو کچھ صحیحین (ومثلھما) میں مدلسین سے معنعن مذکور ہے وہ دوسری اسانید میں مصرح بالسماع موجود ہے۔ (تقریب النووی مع تدریب الراوی ج۱ص۲۳۰)

یعنی صحیحین کے مدلس راویوں کی عــــن والی روایات میں سماع کی تصریح یا متابعت صحیحین یا دوسری کتب حدیث میں ثابت ہے۔ نیز دیکھئے النکت علی ابن الصلاح للحافظ ابن حجر العسقلانی (ج۲ص۶۳۶)

طبقات المدلسین

حافظ ابن حجر نے مدلسین کے جو طبقات قائم کئے ہیں وہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ مثلاً سفیان ثوری کو حافظ ابن حجر نے طبقۂ ثانیہ میں درج کیا ہے اور حاکم صاحب المستدرک نے الثالثہ میں (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۰۵، ۱۰۶ جامع التحصیل ص۹۹) حسن بصری کو حافظ صاحب ثانیہ میں لاتے ہیں اور العلائی ثالثہ میں (جامع التحصیل ص۱۱۳) سلیمان الاعمش کو حافظ صاحب ثانیہ میں لائے ہیں (طبقات المدلسین ص۶۷) اور پھر اس کی عــن والی روایت کے صحیح ہونے کا انکار بھی کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر ج۳ص۱۹)
بلکہ حق وہی ہے جو امام شافعی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔
ہمارے نزدیک جن راویوں پر تدلیس کا الزام ہے ان کے دو طبقے ہیں:
(۱) طبقۂ اولیٰ: ان پر تدلیس کا الزام باطل ہے۔ تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مدلس نہیں تھے۔ مثلاً ابوقلابہ وغیرہ (دیکھئے النکت للعسقلانی ج۲ص۶۳۷)

لہٰذا ان کی عن والی روایت (معاصرت ولقاء کی صورت میں) مقبول ہے۔

(۲) طبقۂ ثانیہ: وہ راوی جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے مثلاً قتادہ، سفیان ثوری، اعمش، ابوالزبیر، ابن جریج اور ابن عیینہ وغیرہم۔

ان کی غیر صحیحین میں ہر معنعن روایت (جس میں کہیں بھی تصریح سماع نہ ملے) عدمِ متابعت اور عدمِ شواہد کی صورت میں مردود ہے۔ **هٰذا ماعندي و الله أعلم بالصواب**

تدلیس اور محدثینِ کرام

اب آخر میں بطورِ اختصار ان محدثین کرام کے حوالے پیشِ خدمت ہیں جنھوں نے ثقہ وصدوق راویوں کو مدلس قرار دیا ہے:

۱: شعبہ بن الحجاج البصری (متوفی ۱۶۰ھ)

" کفیتکم تدلیس ثلاثة :الأعمش و أبي إسحاق و قتادة"

(مسألۃ التسمیۃ لمحمد بن طاہر المقدسی ص ۴۷ وسندہ صحیح)

۲: ابو عاصم النبیل ضحاک بن مخلد (متوفی ۲۱۲ھ)

" نری أن سفیان الثوري إنما دلسه عن أبي حنیفة "

(سنن الدارقطنی ۲۰۱/۳ ح ۳۴۲۳ وسندہ صحیح)

۳: ہشیم بن بشیر الواسطی (متوفی ۱۸۳ھ)

" کان کبیران یدلسان وذکر الأعمش والثوري "

(العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲ وسندہ صحیح)

٤: محمد بن اسماعیل البخاری (متوفی ۲۵۶ھ)

" و کان حمید الطویل یدلس " (العلل الکبیر للترمذی ۳۷۶/۱)

۵: یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ)

" کان سلیمان التیمي یدلس" (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۳۶۰۰)

٦: محمد بن سعد بن منیع الہاشمی (متوفی ۲۳۰ھ)

" هشيم بن بشير ...وكان ثقة كثير الحديث ثبتاً يدلس كثيرًا "

(طبقات ابن سعد ۳۱۳/۷)

۷: ابوحاتم الرازی (متوفی ۲۷۷ھ)

" الأعمش ربما دلس " (علل الحدیث ۱۴/۱ ح ۹)

۸: احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

" قد دلس قوم ، وذكر الأعمش "

(سوالات المروزی:۱، تاریخ بغداد ۲۳۰/۱ وسندہ صحیح)

۹: محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری (متوفی ۳۱۱ھ)

" أن الأعمش مدلس " (کتاب التوحید لابن خزیمہ ص ۳۸)

۱۰: محمد بن حبان البستی (متوفی ۳۵۴ھ)

" فإن قتادة ... والأعمش والثوري وهشيمًا كانوا يدلسون "

(صحیح ابن حبان، الاحسان ۸۵/۱ دوسرا نسخہ ۱۵۴/۱)

۱۱: یعقوب بن سفیان الفارسی (متوفی ۲۷۷ھ)

"إلا أنهما وسفيان يد لسون والتدليس من قديم" (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۶۳۳/۲)

" أنهما " أي أبا إسحاق السبيعي والأعمش .

۱۲: ابن عدی الجرجانی (متوفی ۳۶۵ھ)

" ويوجدفي بعض أحاديثه منكر إذا دلس في حديثه عن غير ثقة "

(الکامل ۲۵۹۸/۷، دوسرا نسخہ ۴۵۶/۸)

۱۳: احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی (متوفی ۲۶۱ھ)

" هشيم بن بشير ... واسطي ثقة وكان يدلس "

(معرفۃ الثقات:۱۹۱۲)

١٤: احمد بن الفرات بن خالد، ابومسعود الرازی (متوفی ۲۵۸ھ)

" **كان ابن جريج يدلسها عن أبراهيم بن أبي يحيٰی** "

(سوالات البرذعی ص ۷۴۳)

١٥: ابونعیم الفضل بن دکین الکوفی (متوفی ۲۱۸ھ)

" **وكان سفيان إذا تحدث عن عمرو بن مرة بما سمع يقول: حدثنا وأخبرنا، وإذا دلس عنه يقول: قال عمرو بن مرة** "

(تاریخ دمشق لابی زرعۃ الدمشقی: ۱۱۹۳ وسندہ صحیح)

١٦: محمد بن فضیل بن غزوان (متوفی ۱۹۵ھ)

" **كان المغيرة يدلس فكنا لا نكتب عنه إلاما قال حدثنا إبراهيم** "

(مسند علی بن الجعد ۴۳۰/۱ ح ۶۶۳ وسندہ حسن، دوسرا نسخہ: ۶۴۴)

١٧: علی بن عمر الدارقطنی (متوفی ۳۸۵ھ)

" **وقتادة مدلس** " (الالزامات والتتبع ص ۲۶۳)

١٨: ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری (متوفی ۴۰۵ھ)

" **... قتادة علیٰ علو قدره يدلس** " (المستدرک ۲۳۳/۱ ح ۸۵۱)

١٩: ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (متوفی ۳۰۳ھ)

" **وهشيم بن بشير كان يدلس** " (السنن المجتبیٰ ۳۲۱/۸ ح ۵۶۸۹)

٢٠: عبداللہ بن المبارک المروزی (متوفی ۱۸۱ھ)

قال:" قلت لهشيم مالك تدلس وقد سمعت ؟ " إلخ

آپ تدلیس کیوں کرتے ہیں اور آپ نے (بہت سی حدیثیں) سنی ہیں؟

(العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲ وسندہ صحیح)

٢١: ابن حزم اندلسی (متوفی ۴۵۶ھ)

" **لأن أبا الزبير مدلس** " (المحلیٰ ۳۶۴/۷ مسألۃ: ۹۷۵)

۲۲: ابویعلیٰ الخلیلی (متوفی ۴۴۶ھ)

" **هشيم ... وكان يدلس** " (الارشاد ج۱ص۱۹۶)

۲۳: حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)

" **قتادة بن دعامة السدوسي حافظ ثقة ثبت لكنه مدلس** "

(میزان الاعتدال ۳/۳۸۵)

۲۴: احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ)

" **وهٰذا الحديث أيضًا لم يسمعه الزهري من عروة ، إنما دلس به** "

(شرح معانی الآثار ۱/۴۷)

۲۵: خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)

" **لم يثبت من أمر ابن الباغندي مايعاب به سوى التدلس ورأيت كافة شيوخنا يحتجون بحديثه ويخرجونه فى الصحيح** "

(تاریخ بغداد ۳/۲۱۳ ت ۱۲۵۸)

۲۶: احمد بن الحسین البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)

" **وهٰذا الحديث أحد ما يخاف أن يكون من تدليسات محمد بن إسحاق بن يسار ...** " (السنن الکبریٰ ۱/۳۸)

۲۷: الضیاء المقدسی (متوفی ۶۴۳ھ)

" **ولعل ابن عيينة ... أويكون دلسه** " (المختارۃ ۱۰/۱۴۷)

۲۸: ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالملک عرف ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ھ)

" **و معنعن الأعمش عُرضة لتبين الإنقطاع فإنه مدلس** "

(بیان الوہم والایہام ۲/۴۳۵ ح ۴۴۱)

۲۹: ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین العراقی (متوفی ۸۰۶ھ)

" **تدليس الإسناد ... كالأعمش** " (الفیۃ العراقی ص۳۱، فتح المغیث ۱/۱۷۹)

۳۰: ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم العراقی (متوفی ۸۲٦ھ)

'' كتاب المدلسين '' مطبوع ہے۔

۳۱: اسماعیل بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)

'' والتدليس ... كالسفيانين والأعمش ... ''

(اختصار علوم الحدیث ۱/۱۷۴ النوع ۱۲)

۳۲: صلاح الدین خلیل بن کیکلدی العلائی (متوفی ۷٦۱ھ)

''فمن عرف بالتدليس عن الضعفاء كإبن إسحاق وبقية وأمثالهما لم يحتج من حديثه إلا بما قال فيه حدثنا وسمعت وهذا هو الراجح''

(جامع التحصیل ص۸۰)

۳۳: السبط ابن العجمی (متوفی ۸۴۱ھ)

کتاب ''التبيين لأسماء المدلسين'' مطبوع ہے۔

۳۴: ابن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

طبقات المدلسین (تعریف اہل التقدیس) مطبوع ہے۔

۳۵: ابومحمود المقدسی (متوفی ۷٦۵ھ)

قصیدۃ المقدسی فی المدلسین (مطبوع ہے۔)

۳٦: یحییٰ بن شرف النووی (متوفی ٦۷٦ھ)

'' والأعمش مدلس'' (شرح صحیح مسلم، درسی نسخہ ج اص ۷۲ تحت ح ۱۰۹، دوسرا نسخہ ۲/۱۱۹)

۳۷: بدرالدین محمود العینی (متوفی ۸۵۵ھ)

'' سفيان .... كان يدلس '' (عمدۃ القاری ۱/۲۲۳)

۳۸: ابن الترکمانی (متوفی ۷۴۵ھ)

'' الثوري مدلس وقد عنعن '' (الجوہر النقی ۸/۲٦۲)

۳۹: ابن ماکولا، حافظ علی بن ہبۃ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ)

'' وكان الخطيب ربمادلسه '' (الاکمال ۷/۷ا۱)

۴۰: ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

'' وبقية كان يدلس '' (العلل المتناہیۃ ا/۱۴۴ ح ۲۱۴)

یہ چالیس حوالے اہلِ حدیث اور غیر اہلِ حدیث علماء کے ہیں جن کے نزدیک بعض ثقہ وصدوق راوی مدلس بھی ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے علماء مثلاً کرمانی، قسطلانی، ابن الصلاح، خزرجی اور سیوطی وغیرہ نے راویوں کو مدلس کہا ہے لہٰذا اس پر اجماع ہے کہ فن تدلیس ایک حقیقت ہے اور ثقہ وصدوق راوی کذاب نہیں ہوتا بلکہ اس کی مصرح بالسماع روایت صحیح وحجت ہوتی ہے۔ والحمدللہ

تنبیہ: تدریب الراوی للسیوطی (ا/۱۹۲) میں ''محمد بن رافع عن أبي عامر ''والاقول: ''سفیان ثوری تدلیس نہیں کرتے تھے۔'' بحوالہ المدخل للبیہقی لکھا ہوا ہے۔

المدخل للبیہقی کا جو حصہ مطبوع ہے، اس میں یہ قول مجھے نہیں ملا۔

محمد بن رافع النیسابوری رحمہ اللہ ۲۴۵ھ میں فوت ہوئے اور امام بیہقی رحمہ اللہ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ دونوں کی وفات میں ۱۳۹ سال کا فاصلہ ہے۔ امام بیہقی سے لے کر امام محمد بن رافع تک متصل سند معلوم نہیں ہے۔ جب تک اس قول کی صحیح سند پیش نہیں کی جائے گی، اس سے استدلال مردود ہے۔ سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

''اور بے سند بات حجت نہیں ہوسکتی۔'' (احسن الکلام طبع دوم ج ا ص ۳۲۷)

اس بے سند قول کے برعکس ائمۂ محدثین سے متواتر ثابت ہے کہ (امام) سفیان ثوری رحمہ اللہ مدلس تھے۔

راقم الحروف نے ''نور العینین فی مسئلۃ رفع الیدین'' میں ثابت کیا ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کو حافظ ابن حجر کا طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ وہ حافظ ابن حجر کی تقسیم کے مطابق طبقۂ ثالثہ میں سے ہیں۔ (دیکھئے طبع جدید ص ۱۳۸)

وما علينا إلا البلاغ (۲۷ نومبر ۱۹۹۴ء طبعہ جدیدہ ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء)

حافظ شیر محمد

اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ اسی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور ان کی زوجہ حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں سے انسانوں کی نسل جاری فرمائی۔ اللہ نے انسانوں اور جاندار مخلوقات کے لئے طرح طرح کے رزق اور نعمتیں پیدا کیں اور وہی مشکل کشا، حاجت روا اور فریاد رَس ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ (النحل:۱۸)

بے شمار نعمتوں اور فضل و کرم والے رب سے محبت کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾

اور اہلِ ایمان سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ (البقرۃ:۱۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تمھیں جو نعمتیں کھلاتا ہے ان کی وجہ سے اللہ سے محبت کرو اور اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(سنن الترمذی:۳۷۸۹ وسندہ حسن، ماہنامہ الحدیث:۲۶)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾

اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ (البقرۃ:۱۷۲)

(کامل) مومن وہ ہیں جب اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔ دیکھئے سورۃ الانفال(۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ

((ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان :أن يكون الله ورسوله

أحب إليه مماسواهما وأن يحب المرء، لا يحبه إلالله وأن يكره أن يعود في الكفر كما يكره أن يقذف في النار))

جس شخص میں تین چیزیں ہوں تو اس نے ایمان کی مٹھاس پالی: (اول) یہ کہ اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ اللہ اور رسول محبوب ہوں (دوم) وہ جس سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لئے محبت کرے (سوم) وہ کفر میں لوٹ جانا اس طرح ناپسند کرے جیسے وہ آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری:١٦، صحیح مسلم:٤٣)

ایک ماں جتنی اپنے بچے سے محبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۹۹۹) و صحیح مسلم (۲۷۵۴)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: میرے بندوں کو بتادو کہ بے شک میں گناہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔ (الحجر:٤٩)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾

(میری طرف سے) کہہ دو: اے میرے (اللہ کے) بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ بے شک اللہ (شرک کے سوا) سارے گناہ معاف فرماتا ہے، بے شک وہ غفور الرحیم ہے۔ (الزمر:۵۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: جو لوگ میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو ان کے لئے میری محبت واجب ہے۔ (مسند احمد، زوائد عبداللہ بن احمد ۵/۳۲۸ وسندہ صحیح)

اللہ سے محبت کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ انسان ہر وقت اللہ پر توکل کرے اور اسی پر صابر و شاکر رہے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی (بدو) نے رسول اللہ ﷺ پر تلوار تان کر پوچھا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے (کمال اطمینان سے) فرمایا: اللہ، تو اس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ (مسند احمد ۳/۳۹۰ ح ۱۵۱۹۰ وھو حدیث صحیح، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۲۸۷۲ [۲۸۸۳])

[تنبیہ: اس روایت کے راوی ابوبشر جعفر بن ابی وحشیہ نے سلیمان بن قیس الیشکری سے

کچھ نہیں سنا لیکن وہ ان کی کتاب رصحیفے سے روایت کرتے تھے اور کتاب سے روایت کرنا چاہے بطورِ وجادہ ہی ہو، صحیح ہے بشرطیکہ کتاب کے درمیان واسطے پر جرح یا محدثین کا انکار ثابت نہ ہو۔ واللہ اعلم، غورث بن الحارث الاعرابی کا قصہ اختصار کے ساتھ صحیح بخاری (۲۹۱۰) اور صحیح مسلم (۸۴۳) میں بھی موجود ہے۔ غورث نے واپس جا کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ ''میں اس کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر ہے'' یہ اس کی دلیل ہے کہ غورث مسلمان ہو گئے تھے۔]

اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے اتنی زیادہ محبت کرتے تھے کہ وفات کے وقت بھی فرما رہے تھے: ((**اللهم الرفيق الأعلىٰ**))

اے میرے اللہ! اپنی بارگاہ میں اعلیٰ رفاقت عطا فرما۔ (صحیح بخاری: ۴۴۶۳ وصحیح مسلم: ۲۴۴۴)

اللہ سے محبت کی چند نشانیاں درج ذیل ہیں:

① توحید وسنت سے محبت اور شرک و بدعت سے نفرت
② نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت اور آپ کا دفاع
③ صحابۂ کرام، تابعین عظام، علمائے حق اور اہلِ حق سے محبت
④ کتاب وسنت سے محبت اور تقویٰ کا راستہ
⑤ گناہوں اور نافرمانی سے اجتناب
⑥ ریا کے بغیر، خلوصِ نیت کے ساتھ عبادات میں سنت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انہماک
⑦ معروف (نیکی) سے محبت اور منکر و مکروہ سے نفرت
⑧ کتاب وسنت کے علم کا حصول اور کتاب وسنت کے مقابلے میں ہر قول و فعل کو رد کر دینا
⑨ انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں اس کی رضامندی کے لئے مال خرچ کرنا)
⑩ خوف و امید کی حالت میں کثرتِ اذکار اور دعواتِ ثابتہ پر عمل .

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دل اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت سے بھر دے اور ہمیں ہمیشہ کتاب وسنت پر گامزن رکھے۔ آمین (۸ شوال ۱۴۲۷ھ)

احسن الحدیث حافظ ندیم ظہیر

مباشرت سے قبل طلاق

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾

اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انھیں چھونے سے قبل طلاق دے دو تو تمھارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں ہے جس کے پورا ہونے کا تم مطالبہ کر سکو لہٰذا (اسی وقت) انھیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دو۔ (الاحزاب:۴۹)

فقہ القرآن

اس آیت میں مسائلِ طلاق میں سے ایک مسئلے کا بیان ہے اور اسی مسئلے کے چند پہلو درج ذیل ہیں:

☆ امام بخاری رحمہ اللہ مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
''لا طلاق قبل النکاح'' نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے۔ (صحیح بخاری بعد ح ۵۲۶۸)

☆ مباشرت سے قبل طلاق دینا جائز ہے۔

☆ اگر ہمبستری سے پہلے طلاق دے دی جائے تو عورت پر کوئی عدت نہیں ہے۔ عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ طلاق کے فوراً بعد جس سے چاہے نکاح کر لے۔

☆ اگر مباشرت سے پہلے طلاق دی ہے اور حق مہر بھی مقرر تھا تو اس میں سے نصف کی ادائیگی ضروری ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرۃ:۲۳۷

''بھلے طریقے سے رخصت کر دو'' سے مراد یہ ہے کہ انھیں کسی قسم کی تکلیف واذیت دینے سے احتراز کیا جائے۔ سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا تھا پھر جب وہ آپ کے ہاں لائی گئی تو آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے ناپسند کیا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اُسید سے فرمایا: اس کا سامان تیار کر دو اور رازقیہ (ٹسر / کچے ریشم) کے دو کپڑے اسے پہننے کے لئے دے دو۔ (بخاری:۵۲۵۶)

فضل اکبر کاشمیری

مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب: ابوالطیب محمد شمس الحق بن امیر علی بن مقصود علی بن غلام حیدر بن ہدایت اللہ بن محمد زاہد بن نور محمد بن علاء الدین ڈیانوی عظیم آبادی

ولادت: ۲۷ ذوالقعدہ ۱۲۷۳ھ بمطابق جولائی ۱۸۵۷ء عظیم آباد۔ڈیانہ، ہندوستان

اساتذہ: قاضی بشیر الدین قنوجی، سید نذیر حسین دہلوی، شیخ حسین بن محسن السبعی الانصاری الیمنی اور خیر الدین ابوالبرکات نعمان بن محمود الآلوسی وغیرہم

تدریس: ۱۳۰۳ھ کے بعد آپ نے اپنے علاقے میں وفات تک تدریس، خطابت اور افتاء کی ذمہ داری سنبھالی۔

تلامذہ: ابو القاسم سیف بنارسی، ابوسعید شرف الدین الدہلوی، فضل اللہ المدراسی اور عبدالحمید سوہدروی وغیرہم

تصانیف: اعلام اہل العصر باحکام رکعتی الفجر، التحقیقات العلیٰ باثبات فرضیۃ الجمعۃ فی القریٰ، التعلیق المغنی علیٰ سنن الدارقطنی، رفع الالتباس عن بعض الناس، عقود الجمان فی جواز تعلیم الکتابۃ للنسوان (فارسی) عون المعبود علیٰ سنن ابی داود، غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داود (نامکمل) الوجازہ فی الاجازہ اور غنیۃ الالمعی وغیرہ

دیگر علمی خدمات: سنن دارقطنی کی طباعت، خلق افعال العباد للبخاری، اور کتاب العرش والعلو للذہبی کی طباعت میں تعاون اور فتاویٰ وغیرہ

علمی مقام: آپ کی توثیق وتعریف پر اتفاق ہے۔آپ کے شیخ قاضی حسین بن محسن الیمانی (متوفی ۱۳۲۷ھ) نے آپ کے بارے میں کہا: ''**شیخ الإسلام والمسلمین، إمام المحققین والأئمة المدققین ...**'' (عون المعبود ۴/۵۵۴ وحیاۃ المحدث شمس الحق وأعمالہ للشیخ المحقق الصالح الثقۃ محمد عزیر شمس السلفی ص ۵۴ واللفظ لہ) حکیم عبدالحیٔ الحسنی نے کہا: ''**الشیخ العالم الکبیر المحدث... أحد العلماء العاملین وعباد اللہ الصالحین**'' (نزہۃ الخواطر ۸/۱۹۴)

وفات: ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ بمطابق ۲۱ مارچ ۱۹۱۱ء **رحمه الله رحمة واسعة**